ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
18 تا 24 جولائی 2002ء

☆ حقیقی اور ہمہ گیر انقلاب کے مراحل (منبر و محراب)
☆ صدر مشرف کا قوم سے خطاب (تجزیہ)
☆ پاکستان کے بچاؤ کا واحد راستہ (افکار معاصر)

کامل معاشرتی مساوات

''......انسانی تاریخ کا یہ المیہ رہا ہے کہ جہاں ایک طبقہ خدائی اختیارات (Divine Raights) کا مدعی رہا اور جہاں انسان ملکیتِ مطلقہ کی ضلالت میں مبتلا رہا وہاں وہ اس گمراہی کا شکار بھی رہا ہے کہ انسانوں میں ذات پات اور اُونچ نیچ کی تقسیم ہے۔ جبکہ اسلام کہتا ہے اور یہ توحید کا تقاضا بھی ہے کہ دنیا کے تمام انسان برابر ہیں۔ کوئی اُونچا نہیں' کوئی نیچا نہیں' کوئی اعلیٰ نہیں' کوئی ادنیٰ نہیں۔ یہ برہمن اور شودر کی تقسیم' یہ رنگ و نسل کی بنیاد پر افتخار انسان کے اپنے ذہن کے تراشے ہوئے فلسفے ہیں—— یہ انسان کے تنگ ذہن اور قلب کے تراشیدہ اصنام ہیں۔ معاشرتی سطح پر توحید کا انقلابی تصور یہ ہے:

﴿یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَاءً﴾ (النساء : ۱)

''اے نوعِ انسانی! تقویٰ اختیار کیا کرو اپنے اس مالک اور پروردگار کا جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا' پھر اس (ایک جان) سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر اس جوڑے سے (دنیا میں) کثیر تعداد میں مرد و عورت کو پھیلا دیا''۔

یعنی پوری نوعِ انسانی ایک ہی جوڑے (آدم و حوا) کی اولاد ہے—— بدقسمتی سے توحید کے ماننے والوں میں بھی مرورِ زمانہ اور دوسروں کی دیکھا دیکھی اونچ نیچ کی تقسیم آ گئی ہے۔ چنانچہ سید زادہ' چاہے واقعی سید زادہ ہو یا بنا ہوا سید ہو' وہ چاہے زانی اور شرابی ہو' اس کے گھٹنے کو احترام کے ساتھ ہاتھ لگایا جائے گا۔ یہی صورتِ حال اور یہی تقسیم وڈیروں' زمینداروں اور ان کے مزارعین' پیروں اور ان کے مریدوں کے درمیان دیکھنے میں آتی ہے۔ یہ سب کہاں سے آیا؟ ایک طرف نسلی امتیاز کی نفی اور دوسری طرف نسل پرستی کا یہ عالم!—— اگر کامل سماجی مساوات نہیں ہے تو وہ معاشرہ کسی درجہ میں اسلامی معاشرہ کہلانے کا مستحق نہیں ہے......''

(امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی کتاب ''منہج انقلاب نبوی ﷺ'' سے ایک اقتباس)

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

تحویل قبلہ کا پس منظر

سورۃ البقرہ کی آیت 142 سے تحویل قبلہ کا ذکر شروع ہو رہا ہے۔اس لئے متعلقہ آیت کی توضیح سے قبل اس واقعہ کا پس منظر جاننا ضروری ہے۔

مدینہ میں پہنچ کر مسلمانوں کو قدم جمانے کے لئے کچھ مہلت درکار تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک جیسے ہی یثرب (مدینہ) پہنچے آپ نے انتہائی مدبرانہ فیصلہ کرتے ہوئے مدینہ منورہ میں آباد یہودیوں کے تینوں قبائل کے ساتھ معاہدہ کرلیا۔یوں یہودیوں کی جانب سے کھلی فتنہ انگیزی کا خطرہ نہ رہا۔ پھر حکمت خداوندی کا معاملہ ایسا ہوا کہ سولہ ماہ حضور ﷺ نے مدینہ میں آ کر بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ بیت المقدس یہودیوں کا مقدس اور متبرک ترین مقام تھا لہٰذا یہود نے مسلمانوں کے اس عمل کو دیکھ کر محسوس کیا کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی ہمارے ہی Camp followers ہیں۔ ہمارے ہی قبلے کی پیروی کر رہے ہیں۔ یوں ایک اعتبار سے وہ ہمارے تابع ہوئے۔اس سوچ کے تحت انہیں مسلمانوں کی طرف سے کسی فوری چیلنج کا احساس نہ ہوا۔ ورنہ ابھی حضور ﷺ کی پوزیشن مدینہ کے اندر مستحکم نہیں ہوئی تھی۔اگر اس وقت سے ان کی ریشہ دوانیاں شروع ہوگئی ہوتیں اور ان کی سخت مخالفت زور پکڑ لیتی تو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے لئے بڑی مشکل پیدا ہو جاتی۔لیکن حکمت خداوندی نے یہودیوں کو کچھ عرصہ کے لئے اشتعال میں آنے سے بچالیا اور وہ اس طور سے کہ حضور ﷺ نے انہی کی چیزوں کی پیروی شروع کر دی۔ مثلاً مدینہ میں آ کر معلوم ہوا کہ یہودی یوم عاشور کا روزہ رکھتے ہیں۔ وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے بتایا کہ اس دن فرعون غرق ہوا اور ہمیں نجات ملی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر تو ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ اس دن کا روزہ رکھیں۔ چنانچہ آپ نے مسلمانوں کو عاشورہ کا روزہ رکھنے کا حکم دے دیا۔ حضور ﷺ کا یہ طرز عمل یہود کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نہیں تھا' معاذ اللہ' بلکہ اس سے جو نتیجہ نکلا وہ یہ تھا کہ یہودیوں نے محسوس کیا کہ ان کے اور ہمارے درمیان کوئی بہت بڑی خلیج حائل نہیں ہے۔اس طرح فوری طور پر یہود کی مخالفت سامنے نہ آئی اور مسلمانوں کو مدینہ میں اپنی پوزیشن مستحکم کرنے کا موقع مل گیا۔ جب تحویل قبلہ کا حکم آیا تو ایک نازک اور حساس صورت حال پیدا ہوگئی۔ یہودیوں کے کان کھڑے ہوئے کہ یہ تو کوئی اور ہی معاملہ نکلا۔ یہ تو ایک نئی امت ہے جس کا اپنا مرکز اور اپنا قبلہ ہے۔ انہوں نے مخالفانہ پراپیگنڈے کا طوفان کھڑا کر دیا جس سے عام سادہ لوح مسلمان متاثر بھی ہوئے۔انہوں نے کہا (نقل کفر کفر نہ باشد) دیکھو بھئی یہ کیسے رسول ہیں کہ ان کا قبلہ ہی معین نہیں۔ پہلے شمال کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے' اب یہ جنوب کی طرف رخ کر کے پڑھ رہے ہیں۔اگر خانہ کعبہ ہی اصل قبلہ تھا تو بیت المقدس کی طرف انہوں نے رخ کیوں کیا تھا۔ پھر یہ کہ تحویل قبلہ کے حکم سے پہلے جو مسلمان فوت ہو گئے انہوں نے تو خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے ایک بھی نماز نہیں پڑھی' تو نہ ان کی نمازیں ہوئیں نہ ایمان رہا' کیونکہ نماز تو اسلام کا رکن رکین ہے۔پس وہ بے چارے تو بے خبری میں مارے گئے اور ان کی نمازیں اور ایمان سب ضائع ہوا۔ جب یہ طوفان اٹھایا جا رہا تھا اس وقت کچھ نو مسلم ایسے بھی تھے جن کے دلوں میں ایمان ابھی راسخ نہیں ہوا تھا' ابھی ان کی تربیت نہیں ہوئی تھی' وہ ابھی امتحانات کی بھٹیوں سے نہیں گزرے تھے' اُن کا اس مخالفانہ پراپیگنڈے سے متفکر ہونا فطری امر تھا۔یہی وجہ ہے کہ تحویل قبلہ کے اس واقعہ کو اتنی اہمیت کے ساتھ دو رکوعوں میں بیان کیا جا رہا ہے۔

☆ ☆ ☆

رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرَّاشِیَ وَالْمُرْتَشِیَ (رواہ ابوداؤد و ابن ماجہ والترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے رشوت لینے والے اور دینے والے پر۔

رشوت کا معاملہ ناجائز فائدہ اٹھانے کے لئے اور اپنے حق سے بڑھ کر لینے کے لئے اختیار کیا جاتا ہے اور اس میں ایک شخص اپنے ذاتی فائدے کی خاطر ملت کا نقصان کرتا ہے۔ رشوت کی ابتدا ہمیشہ سفارش سے ہوتی ہے جب غلط سفارش سے اپنا کام نکلوانے اور ترجیح حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو پھر جس کے پاس سفارش نہ ہو وہ مجبوراً رشوت دینے کی راہ اختیار کرتا ہے۔ یعنی سفارش رشوت کی بڑی بہن ہے۔ اپنے منصب سے ناجائز فائدہ اٹھانا اور اپنے منصب و مقام کی بنیاد پر دوسروں سے اپنا کام جلد کروانا ہی وہ بددیانتی ہے جو رشوت کی راہ ہموار کرتی ہے۔ اور یہ عمل ہمیشہ حاکمانِ وقت سے شروع ہو کر نیچے قوم میں سرایت کرتا ہے۔ اور پھر ایسا ناسور بنتا ہے کہ پوری قوم کی ساکھ کو ختم کر دیتا ہے اور ذاتی فوائد کے لئے اجتماعی زندگی کا بیڑہ غرق کروالیا جاتا ہے۔ یہ اس معاشرے میں بیماری آتی ہے جہاں کوئی باہم قدر مشترک کسی ملت میں ختم ہو جائے اور ایک دوسرے کے لئے اپنائیت نہ رہے۔

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حافظ عاکف سعید

ایک وضاحت!

امیر تنظیم اسلامی کو ''اشتہاری'' قرار دیئے جانے کا قصہ!

گزشتہ ہفتہ کے دوران کوئٹہ اور کراچی سے شائع ہونے والے بعض اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ کوئٹہ کی عدالت برائے انسداد دہشت گردی کی جانب سے امیر تنظیم اسلامی کو اشتہاری ملزم قرار دیا گیا ہے۔ انٹرنیٹ کے ذریعے اس خبر کی صدائے بازگشت امریکہ تک جا پہنچی تو ہمارے متعدد دوستوں نے نیویارک اور شکاگو سے احوال واقعی کی وضاحت کے لئے ہم سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا اور اپنی تشویش کا اظہار کیا۔۔۔ سطور ذیل میں ہم اپنے قارئین کے اطمینان کے لئے وضاحت کئے دیتے ہیں۔

11 ستمبر 2001ء کے بعد جب یہودی میڈیا نے کمال عیاری کے ساتھ امریکہ کے غیض و غضب کا رخ افغانستان کی طالبان حکومت اور وہاں پناہ گزین اسامہ بن لادن کی جانب موڑا اور امریکہ نے افغانستان کے خلاف جنگی کارروائی کا اعلان کیا تو پاکستان میں ''دفاع افغانستان و پاکستان کونسل'' کے تحت اس ننگی جارحیت کے خلاف اور طالبان کی حمایت میں ملک گیر سطح پر جلسوں کے انعقاد کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس کونسل کے پلیٹ فارم پر ملک کی تمام قابل ذکر دینی جماعتیں جمع تھیں۔ تنظیم اسلامی نے بحمد اللہ غیرت وحمیت دینی کے تحت اپنی بساط سے بڑھ کر کونسل کے تحت ہونے والے احتجاجی پروگراموں میں حصہ لیا۔ لاہور' پشاور اور کوئٹہ میں ہونے والے جلسہ ہائے عام میں امیر تنظیم اسلامی نے بھی شرکت کی اور خطاب فرمایا۔۔۔ حکومت کی طرف سے آغاز میں ان جلسوں اور مظاہراتی پروگراموں کے انعقاد پر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی بلکہ فری ہینڈ دیا گیا۔ ہاں' توڑ پھوڑ کی اجازت نہیں تھی اور جلسوں کے انعقاد کے وقت پولیس کی بھاری نفری جلسہ گاہ کا گھیراؤ کئے رکھتی۔

کوئٹہ شہر میں 2 نومبر 2001ء کو دفاع افغانستان و پاکستان کونسل کے زیر اہتمام جو جلسہ عام منعقد ہوا' اس میں شرکت کے لئے امیر تنظیم اسلامی کو خاص طور پر دعوت دی گئی تھی۔ یہ جلسہ معمول کے مطابق پر امن طور پر منعقد ہوا اور امیر تنظیم کے علاوہ دیگر دینی جماعتوں کے مقامی قائدین نے بھی خطاب کیا۔۔۔ قریباً دو ماہ بعد کوئٹہ کے بعض ساتھیوں کے ذریعے یہ بات ہمارے علم میں آئی کہ 2 نومبر کے جلسہ میں خطاب کرنے والے تمام مقررین کے خلاف ایف آئی آر کاٹی گئی تھی جس میں ''عوام کو حکومت کے خلاف اشتعال دلانا'' قسم کے الزامات درج تھے' لیکن اس ایف آئی آر کو سیل کر دیا گیا تھا۔ 14 جنوری 2002ء سے کوئٹہ کی مقامی انتظامیہ نے امریکی جارحیت کے خلاف بطور احتجاج پریس کانفرنس کرنے والے بعض مقامی علماء کو گرفتار کرنا شروع کیا۔ جمعیت علماء اسلام (ف) کے مرکزی قائدین میں سے مولانا عبدالغفور حیدری کے علاوہ جن دیگر علماء و مذہبی قائدین کو گرفتار کیا گیا ان میں تنظیم اسلامی حلقہ بلوچستان کے امیر جناب راشد گنگوہی بھی شامل تھے۔ جناب گنگوہی صاحب نے بحمد اللہ پوری استقامت کے ساتھ ایک ماہ سے زائد عرصہ پس دیوار زنداں گزارا اور بعد ازاں وہ ضمانت پر رہا ہوئے۔ اسی دوران یہ بات ہمارے علم میں آئی کہ امیر تنظیم اسلامی کے خلاف بھی ایک ایف آئی آر کاٹی گئی تھی جس پر کارروائی کو غالباً کسی ''مناسب'' وقت کے لئے موخر کیا گیا ہے۔

اب قریباً آٹھ ماہ گزرنے کے بعد اس ایف آئی آر کو سرد خانے سے نکال کر انسدادِ دہشت گردی عدالت کے سپرد کیا گیا ہے' جس کی طرف سے کوئی باقاعدہ عدالتی نوٹس تو تا حال امیر تنظیم کو موصول نہیں ہوا' لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اپنی جانب سے کوئی سطحی سی کارروائی کرنے کے بعد امیر تنظیم سے رابطہ نہ ہونے پر مذکورہ عدالت نے انہیں اشتہاری قرار دے دیا۔۔۔ ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے!!۔۔۔ ہمارے کوئٹہ کے ساتھیوں نے جب معاملے کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ عدالت نے 2 اگست کو امیر تنظیم کو طلب کیا ہے کہ اگر عدالت میں مقررہ تاریخ کو پیش نہ ہوئے تو یکطرفہ طور پر مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا جائے گا۔۔۔ یہ ہے اب تک کی صورت حال!

حکومت کے عزائم کسی سے مخفی نہیں ہیں۔ عدالتوں کی صورت حال بھی ہرگز اطمینان بخش نہیں ہے۔ امریکہ کی خوشنودی کا حصول ہمارے حکمرانوں کی ترجیح اول ہے جبکہ امریکہ اسلام دشمنی میں تمام حدود پھلانگ چکا ہے۔ تاہم سب سے اوپر اختیار و اقتدار کا مالک وہ پروردگار عالم ہے' جو ہمارا مولائے حقیقی ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ کوئی تکلیف' کوئی مصیبت' کوئی آزمائش اس کے اذن کے بغیر نہیں آتی۔ ہماری نماز' قربانی اور جینا اور مرنا سب اسی پروردگار عالم کے لئے ہے۔ ہم استقامت کے لئے بھی اسی سے توفیق کے طالب ہیں اور اسی کے سامنے عرض گزار ہیں کہ:

ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظلمين ونجنا برحمتک من القوم الکفرين. آمين يا رب العالمين

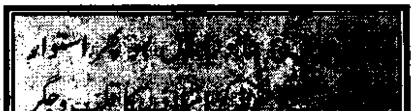

تحریک خلافت پاکستان کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 11 — شمارہ 28

18 تا 24 جولائی 2002ء

(7 تا 13 جمادی الاول 1423ھ)

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: فرقان دانش خان

معاونین: مرزا ایوب بیگ' سردار اعوان

محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: اسعد احمد مختار' طابع: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

فون: 03-5869501 فیکس: 5834000

E-Mail:anjuman@tanzeem.org

Website:www.tanzeem.org

قیمت: 5 روپے

سالانہ زر تعاون

اندرونِ ملک ...... 250 روپے

بیرون پاکستان

☆ یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ

1500 ...... روپے

☆ امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ

2200 ...... روپے

حقیقی اور ہمہ گیر انقلابی جدوجہد کے مراحل

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد کے ۱۲ جولائی ۲۰۰۲ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

ایک حقیقی اور ہمہ گیر انقلاب کے چھ مراحل میں نے سیرت محمدی ﷺ سے اخذ کئے ہیں۔ آج میں ان چھ مراحل کو پہلے یکجا طور پر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اولاً ان کے لئے اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کروں گا۔ بلکہ جدید اصطلاحات کے حوالے سے گفتگو کروں گا۔ دیکھئے کسی بھی حقیقی انقلاب کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ اُس کی پشت پر کوئی انقلابی فلسفہ یا انقلابی نظریہ موجود ہو۔ ہر ملک اور ہر معاشرے میں جو نظام پہلے سے قائم ہوتا ہے وہ کسی نہ کسی نظریہ پر قائم ہوتا ہے۔ اب اگر آپ اسے بدلنا چاہتے ہیں تو متبادل انقلابی نظریہ لانا پڑے گا۔ انقلابی نظریہ وہ ہوگا جو پہلے سے قائم Politico-Socio-Economic System کی جڑوں پر تیشہ بن کر گرے۔ اگر وہ نظریہ نیا ہو تو بڑی سہولت ہوتی ہے۔ نئے نظریہ پر اس کی نئی اصطلاحات کے حوالے سے لوگ غور کرتے اور اسے ذہناً قبول کرتے ہیں جیسے مارکسزم جب سامنے آیا وہ ایک نیا نظریہ تھا۔ اس نے اپنی اصطلاحات وضع کیں اور کوئی ابہام پیدا نہیں ہوا۔ لیکن فرض کیجئے کہ کسی انقلابی جماعت کے پاس کوئی پرانا نظریہ ہے' پہلے بھی اس کی بنیاد پر کوئی انقلاب آیا تھا' لیکن امتدادِ زمانہ کی وجہ سے اس کی اصطلاحات اپنی معنویت کھو چکی ہیں' اب اگر آپ وہی نظریہ دوبارہ لانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے دو شرائط لازمی ہیں۔ ایک یہ کہ اس نظریہ کی نئی تعبیر ہونی چاہئے۔ دوسرے یہ کہ اسے وقت کی مروجہ اصطلاحات اور وقت کی موجود علمی سطح کے مطابق سامنے لایا جانا چاہئے ورنہ عام آدمی اسے سمجھ نہ سکے گا۔ بہرحال انقلاب کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ ایک انقلابی نظریہ ہو' پھر یہ کہ اس نظریہ کو عام کیا جائے اور جو بھی ذرائع ابلاغ میسر ہوں ان سب کو استعمال کیا جائے۔

اس کے بعد دوسرا مرحلہ یہ ہوگا کہ جو لوگ اس نظریہ کو قبول کریں ان کو منظم کیا جائے۔ اس مرحلے کے بغیر انقلاب نہیں آ سکتا۔ اس کے بغیر وعظ کہے جا سکتے ہیں' تبلیغ کی جا سکتی ہے لیکن نظام کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ اس تنظیم کے بھی بعض خصائص ہیں وہ نوٹ کر لیجئے:

1) سمع و طاعت کی بنیاد پر آرمی ڈسپلن ہونا چاہئے۔

2) اس آرگنائزیشن میں کسی شخص کی حیثیت (cadres) کا تعین تین چیزوں کی بنیاد پر ہوگا۔

i) اس کی اپنے انقلابی نظریہ پر یقین کی گہرائی کتنی ہے؟

ii) نظریہ کے ساتھ وابستگی کی گہرائی کتنی ہے؟

iii) اس نظریہ کے لئے انفرادی زندگی میں قربانی کا معیار کیا ہے؟

ان تین باتوں میں جو جتنا آگے ہے اسے اس تنظیم میں اتنا ہی آگے ہونا چاہئے۔ معاشرہ میں پہلے سے رائج اونچ نیچ کے معیارات اگر اس انقلابی جماعت میں بھی ہوں تو پھر وہ انقلابی جماعت نہیں ہے۔ اگر انڈیا کی کیمونسٹ پارٹی میں بھی برہمن اونچا اور شودر کمترین ہوتا تو وہ انقلابی پارٹی نہ ہوتی۔

انقلابی جدوجہد کا تیسرا مرحلہ یہ ہوگا کہ ان لوگوں کو تربیت دے کر تیار کیا جائے۔

خام ہے جب تک تو ہے مٹی کا اک انبار تو
پختہ ہو جائے تو ہے شمشیرِ بے زنہار تو

یعنی یہ کارکن جماعتی ڈسپلن کے خوگر چکے ہوں اور اس کام کے لئے تن من دھن ہر شے قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ انقلاب قربانیوں کے بغیر نہیں آتا۔

اب آیئے چوتھے مرحلے کی طرف' اسے صبر محض (passive resistance) کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اصل میں یہ صرف بیان کرنے میں چوتھا ہے۔ ورنہ اس کا آغاز تو پہلے مرحلے کے ساتھ ہی ہو جائے گا۔ ظاہر بات ہے ایک ملک میں ایک نظام قائم ہے' سب لوگ اس کے ساتھ چل رہے ہیں' لیکن ایک شخص کھڑا ہو کر کہتا ہے نہیں یہ نظام غلط ہے۔ اب اس کا ردعمل کیا ہوگا؟ اس نظام کی طرف سے فوری ردعمل ظاہر ہوگا۔ ابتداء میں زبانی تشدد ہوگا۔ تمہارا دماغ خراب ہے' تم پاگل ہو۔ پھر وقت آئے گا جب لوگ سوچیں گے کہ یہ ہمارے زبانی تشدد سے تو مرعوب نہیں ہو رہے' دعوت تو پھیل رہی ہے' پھر وہ جسمانی تشدد کریں گے۔ انہیں مارو' لاٹھی چارج کرو' انہیں جیلوں میں بند کر دو تاکہ ان کا دماغ ٹھکانے آئے' یہ ہمارے نظام کو غلط کہہ رہے ہیں۔ البتہ صبر محض کے مرحلے میں یہ ضروری ہے کہ مخالفین کی طرف سے جو بھی تشدد کیا جائے اس پر کوئی جوابی کارروائی نہ ہو۔ اگرچہ کارکن پیچھے نہیں ہٹیں گے' اپنے موقف پر قائم رہیں گے لیکن ان کی طرف سے جوابی کارروائی نہیں ہوگی۔ اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ ایک تو اس سے ڈسپلن کی مشق ہو جاتی ہے کہ چونکہ ہمیں جوابی کارروائی کی اجازت نہیں ہے لہٰذا مار کھا رہے ہیں ہاتھ نہیں اٹھا رہے۔ دوسرے یہ کہ اس سے انقلابی کارکنوں کو کام کرنے کی کچھ مہلت اور وقت میسر آ جاتا ہے۔ اگر ابتداء ہی میں انقلابی کارکن بھی مشتعل جائیں تو اس وقت ان کی تعداد اتنی کم ہوتی ہے کہ موجود نظام کو انہیں ختم کرنے میں کوئی دیر نہیں لگے گی۔ اس صبر محض کا ایک اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عوام کی ہمدردیاں ان انقلابیوں کے ساتھ ہو جاتی ہیں۔ وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ انہیں کیوں مارا جا رہا ہے؟ انہوں نے کوئی چوری نہیں کی ڈاکہ نہیں ڈالا۔ صرف یہی کہتے ہیں کہ یہ نظام غلط ہے۔ اس کے نتیجے میں غیر محسوس طور پر معاشرے کی خاموش اکثریت کی ہمدردیاں ان انقلابیوں کے ساتھ ہو جاتی ہیں۔ انقلاب کے یہ چار مراحل ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ پانچواں مرحلہ اس وقت آتا ہے جب قیادت محسوس کرے کہ اب ہمارے پاس اتنی طاقت ہے کہ اس نظام کے ساتھ براہ راست ٹکر لینے کا خطرہ مول لے سکتے ہیں۔ اب ہم کافی تعداد میں ہیں اور ہماری تربیت بھی خوب ہو چکی ہے۔ ہمارے کارکن سمع و طاعت یعنی ڈسپلن کے بھی خوگر ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اب اس نظام کی کسی دکھتی رگ کو چھیڑا جائے گا اور یوں اقدام اور چیلنج (Active Resistance) کا مرحلہ شروع ہو جائے گا۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ جیسے گاندھی نے انگریزوں کے خلاف تحریک چلائی تو ایک مرحلہ پر عدم تعاون کا اعلان کر کے حکومت کو چیلنج کیا کہ ہم حکومت کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے لیکن انگلستان کا بنا ہوا کپڑا نہیں پہنیں گے۔ ہم یہ بدیسی کپڑا استعمال کریں گے' اپنا سوت کاتیں گے' اپنی کھدر پہنیں گے۔ برطانیہ کو دن میں تارے نظر آ گئے تھے۔ گاندھی نے اگلا قدم یہ اٹھایا کہ سول نافرمانی کی تحریک شروع کر دی۔ اس نے یہ موقف اختیار کیا کہ پرماتما کا سمندر ہے' اس نے اس میں نمک پیدا کیا ہے۔ ہم وہاں سے نمک خود بنائیں گے' ہم نے انگریز کو تو کچھ نہیں کہا۔ لیکن اس کے معانی کیا تھے؟ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پالیسی

آف برٹش انڈیا کو چیلنج کیا گیا تھا کہ نمک بنانے پر جو ایکسائز ڈیوٹی ہے وہ ہم نہیں دیں گے۔ چنانچہ لاٹھی چارج ہوا سر پھٹے لیکن وہ کھڑے رہے۔ اسی طرح انقلابی جدوجہد میں اقدام کا مرحلہ آتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں چھٹا اور آخری مرحلہ آتا ہے مسلح تصادم کا۔ یہ دو شکل میں ہوسکتا ہے یعنی ایک طرف انقلابی کارکن سابقہ نظام کے محافظوں کو ماریں اور سابقہ نظام کے علمبرداران انقلابیوں کو ماریں' گویا دو طرفہ جنگ ہو۔ لیکن تصادم کی ایک ایک دوسری شکل بھی ہے' یعنی یک طرفہ تصادم کہ وہی پانچواں فیز آگے بڑھ کر ایک غیر مسلح بغاوت (Unarmed Revolt) کی شکل اختیار کرلے۔ سول نافرمانی کا اعلان کر کے سڑکوں پر نکل آئیں' گھیراؤ کریں کہ ہم اس نظام کو چلنے نہیں دیں گے۔ البتہ خود ہتھیار نہ اٹھائے جائیں' کسی کو خود نہ مارا جائے بلکہ مرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ یہ یک طرفہ جنگ ہے جس کی ایک مثال انقلابِ ایران سے بھی سامنے آتی ہے۔ فوج کے خلاف ہتھیار نہیں اٹھائے بس سڑکوں پر نکل آئے اور نظام کو بلاک کر کے اپنی جانیں دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ بالآخر شاہ ایران کو وہاں سے بھاگنا پڑا۔

بہرحال کسی بھی انقلاب کے یہ چھ لازمی مراحل ہیں جو میں نے آپ کے سامنے جدید اصطلاحات کے حوالے سے بیان کئے ہیں تاکہ بات سمجھ میں آسکے۔

آئندہ ان شاء اللہ ان مراحل میں سے ایک ایک پر گفتگو اسلامی اصطلاحات اور سیرت نبویؐ کے حوالے سے ہوگی۔ oo

حالات حاضرہ:

۱۱ ستمبر کے بعد غلط حکمت عملی اختیار کرنے کے باعث پرویز مشرف اندرونی و بیرونی حمایت سے محروم ہو گئے ہیں۔ اور اس وقت دنیا میں صدر پرویز مشرف کے صرف دو سپورٹر یا مددگار رہ گئے ہیں۔ بیرون ملک امریکی صدر بش ان کے مداح ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی ذرائع ابلاغ میں انہیں بشرف کہا جا رہا ہے۔ صدر مشرف کی دوسری مددگار سپریم کورٹ آف پاکستان ہے جو ان کی خواہشات کے مطابق فیصلے صادر کر رہی ہے۔ چونکہ ہماری موجودہ حکومت ہر معاملے میں امریکہ کی پیروی کر رہی ہے۔ اس اعتبار سے اگر امریکہ میں سپریم کورٹ کے فیصلوں پر تنقید ہوتی ہے تو یہاں کیوں نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا ہماری عدالت عظمیٰ نے موجودہ حکومت کو انسداد سود کی پریشانی سے جس طرح نجات دلائی ہے اور انتخابی امیدواروں کی اہلیت کے لئے گریجوایشن کی شرط کو جس طرح برقرار رکھا ہے اس سے عدالت عالیہ کے وقار کو ٹھیس پہنچا ہے۔ انصاف کے علمبرداروں پر بداعتمادی کی یہ فضا ملک وملت کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہوسکتی ہے۔

<u>پریس ریلیز</u>

''یہ پاکستان کو ترقی یافتہ بنانے کی نہیں' اس کے خاتمے کی بات ہے''

صدر پرویز مشرف کے حالیہ خطاب پر امیر تنظیم اسلامی کا ردعمل

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے صدر جنرل پرویز مشرف کے قوم سے خطاب پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ جہاں تک پاکستان میں سیاسی استحکام لانے' غربت کے خاتمے اور اہم ملکی اداروں کو مضبوط بنانے جیسے معاملات کا تعلق ہے پرویز مشرف صاحب کے خلوص اور نیک نیتی پر شک کرنے کی بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی' ان کی باتوں سے یہی تاثر ملتا ہے کہ وہ پاکستان کو سیاسی اور معاشی طور پر خودکفیل بنانا چاہتے ہیں لیکن بدقسمتی سے جو بات ان کی نظروں سے یکسر اوجھل ہے وہ یہ ہے کہ پاکستان میں حقیقی اسلامی نظام قائم کئے بغیر پاکستان کو کسی بھی لحاظ سے مضبوط اور مستحکم بنایا ہی نہیں جاسکتا۔ پاکستان کا معاملہ دنیا کے دوسرے ممالک سے مختلف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کو دنیاوی لحاظ سے ہم نے ترقی یافتہ بنانے کی جتنی کوشش کی اتنا ہی اس کے حق میں مضر ثابت ہوا۔ ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا' اب یہاں سے اسلام کو خارج کرنا چاہتے ہیں' یہ پاکستان کو ترقی یافتہ بنانے کی نہیں خاکم بدہن اس کے خاتمہ کی بات ہے۔

QURAN COLLEGE OF ARTS & SCIENCE
Registered & Recognised by the BISE Lahore

دنیوی اور دینی تعلیم کا حسین امتزاج

قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس

نگران و سرپرست: ڈاکٹر اسرار احمد

داخلے جاری ہیں

Classes:

- FA (Arts Group)
- FA (General Science)
- I.Com (Banking/Computer)
- ICS (Math+Stat+Computer Science)
- ICS (Math+Physics+ Computer Science)
- BA (Economics+Maths)
- BA (Other Combinations)

- ایک مکمل تعلیمی و تربیتی پروگرام
- بنیادی دینی تعلیم کا خصوصی اہتمام
- بورڈ اور یونیورسٹی کے نصاب تعلیم کی معیاری تدریس
- آڈیو اور ویڈیو سہولتوں سے آراستہ
- لاہور کے خوبصورت اور پرسکون علاقے میں شاندار عمارت
- انتہائی محنتی اور قابل اساتذہ
- ہم نصابی سرگرمیوں میں تحریر و تقریر پر خصوصی توجہ
- مثالی نظم وضبط
- وسیع و عریض، قابل دید، ایئر کنڈیشنڈ آڈیٹوریم
- ہاسٹل کی محدود سہولت، فرنشڈ کمرے
- کمپیوٹر ایپلیکیشنز میں Office 2000 کی لازمی اور مفت تعلیم

مزید تفصیلات کے لئے درج ذیل پتے سے پراسپکٹس طلب کیجئے

قرآن کالج 191 اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن لاہور ☎ 5833637

DESIGN UNIT

صدر پرویز مشرف کا قوم سے خطاب

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

صدر پرویز مشرف گزشتہ جمعہ کو پھر پردۂ سکرین پر نمودار ہوئے ۔ انہوں نے ایک گھنٹہ قوم سے خطاب فرمایا اور تین نکات پر مفصل گفتگو کی ہے وہ تین نکات درج ذیل ہیں:

1) معیشت
2) امن عامہ کی صورت حال اور
3) آئینی پیکج کے حوالہ سے سیاسی صورت حال

صدر مشرف فوجی صدر ہونے کے باوجود ملک کی معاشی صورت حال پر بہت حساس ہیں اور ان کی قریباً ہر تقریر میں معیشت پر زوردار تبصرہ ہوتا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ عالمی کساد بازاری اور 11 ستمبر کے حادثہ کے باوجود پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر میں ریکارڈ توڑ اضافہ ہوا ہے اور یہ ان کی حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہے سابقہ سیاسی حکومتیں تو محض لوٹ مار کرتی رہیں اور سابقہ دور میں ملک کے دیوالیہ ہو جانے اور ڈیفالٹر قرار دیے جانے کی باتیں دن رات ہوتی تھیں اب جبکہ ایسی کوئی بات نہیں اور پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر جو 12 اکتوبر 1999ء سے پہلے بمشکل ایک ارب ڈالر تھے اب بڑھ کر ساڑھے چھ ارب ڈالر ہو گئے ہیں۔ اگرچہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت مالیاتی ڈسپلن سابقہ سیاسی حکومتوں سے بدرجہ بہتر ہے اور حکومت کے بعض اقدامات سے ریونیو کی وصولی بہتر ہوئی ہے۔ بہت سی اشیاء پر سبسڈی ختم کرنے سے حکومتی آمدن میں اضافہ ہوا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ بحیثیت مجموعی عوام کی معاشی حالت پر کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں؟ صنعت کے جام شدہ پہیئے کو رواں کرنے کے سلسلے میں کیا گیا ہے اور اس کے مثبت نتائج مرتب ہوئے ہیں یا نہیں؟ تجارتی سرگرمیوں میں تیزی آئی ہے یا نہیں؟ عوام کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ ہمارے زرمبادلہ کا حجم اتنا بڑھ گیا ہے اس سے ان کا پیٹ نہیں بھرتا۔ عوام کی معاشی حالت بلاشبہ دگرگوں ہے بلکہ تشویشناک ہے وہ یہ ہے کہ عوام کی معاشی حالت اس وقت تک بہتر نہیں ہو سکتی جب تک ملک میں روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا نہ ہوں اور روزگار کے مواقع صنعتی اور تجارتی سرگرمیوں میں اضافہ کے بغیر پیدا ہونے ناممکن ہیں۔ اگر آپ ٹیکسوں میں اضافہ کرتے چلے جائیں گے۔ شرح سود دنیا میں سب سے زیادہ ہو گی۔ بجلی سوئی گیس کے نرخ شیطان کی آنت کی طرح بڑھتے چلے گئے نتیجہ کے طور پر پیداواری اخراجات میں اضافہ ہو گا تو کوئی معجزہ ہی رونما ہو گا جس سے صنعتی و تجارتی سرگرمیوں میں اضافہ ہو سکے گا۔ 11 ستمبر کا سانحہ ہمارے لئے اس لحاظ سے بھی مصیبت ثابت ہوا کہ ملک میں غیر فطری انداز سے ڈالر کا ریٹ کم ہو گیا جس سے برآمدات پر انتہائی برے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ ہم نے 11 ستمبر کے حادثہ سے اپنے تئیں یوں فائدہ حاصل کیا کہ قرضے حاصل کئے اور پہلے قرضے ری شیڈول کرائے جس سے زرمبادلہ کے ذخائر مصنوعی طور پر بڑھ گئے اور ڈالر کا ریٹ کم ہو گیا جو ایکسپورٹر کے لئے نقصان دہ ثابت ہوا اگر ملک میں ڈالر زیادہ برآمدی تجارت کی وجہ سے آئے ہوتے اور زرِمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ حقیقی اور دیرپا ہوتا تو ہم ٹیکسوں میں چھوٹ دے کر اور پیداواری اخراجات میں کمی کر کے اپنے

ابوالحسن

برآمد کنندگان کی حوصلہ افزائی کرتے پھر سود کی شرح میں کمی کر کے لوگوں کو سرمایہ کاری کی طرف راغب کرتے تو یقیناً صنعت کا جام شدہ پہیہ رواں ہو جاتا اور عوام کے لئے روزگار کے مواقع پیدا ہوتے۔ راقم کے نزدیک ہم نے اپنے خزانے کو مصنوعی انداز سے بھرا ہے جو حال اور مستقبل دونوں حوالوں سے نقصان دہ ثابت ہو گا۔

جہاں تک امن عامہ کی صورت حال کا تعلق ہے خود صدر مشرف کے نزدیک معاملہ اتنا حوصلہ افزا نہیں البتہ روایتی طور پر انہوں نے یہی کہا ہے کہ اس میں بھی بہتری کے آثار ہیں۔ راقم کی نگاہ میں جس معاشرہ میں عدل و انصاف عنقا ہو چکا ہو' امیر اور غریب میں فرق ہر آن بڑھ رہا ہو' جس ملک میں کئی کروڑ افراد غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہوں' انسانی ہمدردی اور اخلاقیات کا جنازہ نکل چکا ہو جس ملک میں میر والا جیسی کئی بستیاں موجود ہوں' جہاں کی پنچائتیں غریب کی عزت کو سرعام تار تار کرنے کی باقاعدہ اجازت دیں وہاں لا اینڈ آرڈر کی صورت حال پر کیا تبصرہ کیا جائے وہاں ظلم ہی لاء ہے اور جبر ہی آرڈر ہے۔ ایسے معاشرے میں آپ جتنے سخت قوانین لائیں گے اور جتنے زوردار انداز میں ان پر عمل درآمد کریں گے صورت حال اتنی ہی بگڑتی چلی جائے گی' استحصالی طبقہ مزید مضبوط ہو گا' غریب کمزور اور نادار مزید پستا چلا جائے گا اور جب آپ کسی کو دیوار کے ساتھ لگا دیں گے تو خودکش حملوں میں اضافہ خود بخود ہوتا چلا جائے گا اور جب کوئی شخص مرنے کے لئے تیار ہو جائے تو دنیا کا کوئی قانون اس کا راستہ نہیں روک سکتا۔

اب آیئے تیسرے نکتہ آئینی پیکج اور سیاسی صورت حال کی طرف۔ صدر مشرف کا یہ کہنا صدفی صد درست ہے کہ یہ سیاسی لوگ ہی ہیں جو بار بار فوج کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں اور اسے مداخلت کی دعوت دیتے ہیں جب سیاسی مخالفت ذاتی دشمنی میں تبدیل ہو جاتی ہے' تحریکیں چلتی ہیں' ہنگامے اور توڑ پھوڑ شروع ہو جاتی ہے پھر سرعام یہ کہا جاتا ہے کہ فوج کہاں مر گئی ہے۔ اور ہر مرتبہ جب فوج ٹیک اوور کرتی ہے تو یہ تاثر ملتا ہے کہ عوام نے سکھ کا سانس لیا ہے فوجی اقدام کو خوش آمدید کہا جاتا ہے اور جانے والوں کے غم میں ایک آنسو بھی کسی آنکھ سے نہیں بہتا اور فوج کو نجات دہندہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ جب بھی وزیر اعظم اور صدر میں تنازعہ پیدا ہوتا ہے تو آرمی چیف ہی کو مداخلت کی دعوت دی جاتی ہے لہٰذا مستقبل میں ایسی صورت حال سے بچنے کا طریقہ سوچا جانا چاہئے لیکن اس کا حل کسی طرح بھی یہ نہیں ہے کہ آدھا تیتر آدھا بٹیر کر دیا جائے آئین نہ پارلیمانی رہے نہ صدارتی۔ پہلے مجوزہ پیکج میں صدر کو فوجی سربراہان مقرر کرنے اور گورنر مقرر کرنے کا مکمل اختیار دیا گیا تھا' نیشنل سیکورٹی کونسل کے قیام کا ذکر تھا جس کا سربراہ صدر ہو گا۔ اب دوسرے پیکج میں آڈیٹر جنرل آف پاکستان' گورنر سٹیٹ بینک' نیب کا چیئرمین یہ سب آئینی عہدے ہوں گے اور ان کا تقرر بھی صدر ہی کرے گا۔ 58-II-B کو پھر آئین کا حصہ بنایا جائے گا اور نیشنل سیکورٹی کونسل اس اختیار کو استعمال کرے گی۔ نیشنل سیکورٹی کونسل کی تشکیل کچھ یوں کی جائے گی وزیر اعظم اور چاروں صوبوں کے وزراءِ اعلیٰ اس کے ممبر ہوں گے چار سینئر ترین فوجی افسر اس کے ممبر ہوں گے اور صدر مملکت اس کونسل کے سربراہ ہوں گے۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ اپوزیشن لیڈر بھی اس کا ممبر ہو گا۔ اپوزیشن لیڈر کو اس کونسل کا رکن بنایا جانا بہت بڑا کارنامہ شمار کیا جا رہا ہے لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ صدر کو اختیار حاصل ہو گا کہ وہ نیشنل سیکورٹی کونسل کی سفارشات کو رد کر دے۔ بالفاظ دیگر پارلیمنٹ اور حکومت کے سر پر نیشنل سیکورٹی کونسل کی تلوار لٹک رہی ہو گی اور اس تلوار کا دستہ صدر مملکت کے ہاتھ میں ہو گا۔ صدر مشرف کہتے ہیں کہ یہ پروپیگنڈا سراسر غلط ہے کہ حقیقی

اختیارات صدر کو دیے گئے ہیں اور وزیراعظم کو صدر کا محتاج بنا دیا گیا ہے بقول ان کے حقیقت یہ ہے کہ وزیراعظم کے پاس حکومت کرنے کے تمام اختیارات ہوں گے جبکہ صدر مملکت وزیر اعظم پر چیک رکھ سکیں گے لوگوں کو اختیارات اور چیک کرنے میں فرق کرنا ہوگا۔ راقم کی رائے میں یہ دو تلواروں کو ایک نیام میں بند کرنے کی کوشش ہے جو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی اگر ایسی کوئی کوشش کی گئی تو ان کا ٹکرانا ناگزیر ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملک میں بعض چیزوں کو خواہ مخواہ مقدس قرار دے دیا گیا ہے ان میں

ایک پارلیمانی نظام بھی ہے اور فوجی صدور کی ناکامی کے حوالہ سے کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں صدارتی نظام ناکام ہو چکا ہے حالانکہ پاکستان میں کبھی کوئی صدر براہِ راست عوام کے ووٹوں سے منتخب ہی نہیں ہوا تو ناکامی کا کیا سوال ہے۔ راقم کی رائے میں پاکستان کو ایسے صدر کی ضرورت ہے جو عوام کے ووٹوں سے براہ راست منتخب ہو اور مکمل اختیارات رکھتا ہو جو وزیروں کے تقرر کے لئے بھی صرف پارلیمنٹ کا محتاج نہ ہو بہر حال صدر مشرف کی خدمت میں راقم کی عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ دوئی کے ناکام شدہ نظام کو دوبارہ نہ آزمائیں وگرنہ تاریخ اپنے آپ کو دہرائے گی آپ بزعم خویش حقیقی جمہوریت کو لائیں گے اور آنے والے کل میں پھر کوئی آپ کا پٹی بند بھائی اس جمہوریت کو فراڈ قرار دے کر سب کچھ تلپٹ کر دے گا اور ہم پھر وہیں کھڑے ہوں گے جہاں اکتوبر ۵۸ء میں کھڑے تھے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آئین میں کوئی تبدیلی کسی شخصیت یا شخصیات کو مدِ نظر رکھ کر نہ کی جائے۔ اگر خلوصِ نیت سے کوشش کی جائے تو فوج کو واپسی کا باعزت راستہ مل سکتا ہے یہ طے شدہ حقیقت ہے کہ گلے شکوؤں کے باوجود فوج کبھی پاکستانیوں کے دلوں سے دور نہیں رہی لیکن اقتدار میں طوالت سے فوج اور عوام میں غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں جو ملک و قوم کے لئے کسی طرح بھی مفید نہیں۔ براہ کرم اس پر سنجیدگی سے غور کریں فوج اور عوام کے اٹوٹ رشتے قائم رہنے دیں۔

داخلہ جاری
ایف اے

اقتدار احمد ویلفیئر ٹرسٹ کے زیراہتمام
ایف اے اور بی اے کی معیاری تعلیم کا جدید ادارہ

طُوبیٰ گرلز کالج لاہور

- اسلامی تعلیمات اور نظریہ پاکستان کے فروغ پر خصوصی توجہ
- باپردہ اور پاکیزہ ماحول
- خوبصورت اور کشادہ عمارت
- ماڈرن کمپیوٹر لیب اور کمپیوٹر کی لازمی تعلیم بلا اضافی فیس
- طالبات کے لئے ٹرانسپورٹ (Pick & Drop) کی سہولت
- بیرون لاہور کی طالبات کے لیے ہوسٹل کی محدود سہولت

مزید معلومات کے لئے پراسپیکٹس حاصل کریں

طُوبیٰ گرلز کالج 78 سیکٹر اے ون ٹاؤن شپ لاہور
فون 5114581 E-mail: toobacollege@ hotmail.com

DESIGN UNIT

نامے مرے نام

فلسطین نمبر کا شمارہ وصول پایا۔ یاد رکھنے اور یاد کرنے پر شکر گزار ہوں۔ ابھی محض جستہ جستہ دیکھا ہے۔ یہ وقت کا تقاضا تھا جو آپ نے پورا کیا ہے۔ امت مسلمہ شدید آزمائش اور بحرانی کیفیت سے گزر رہی ہے' تاہم امید ہے کہ یہ سب ع "یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے" کا مصداق ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ!

بندوں کا کام بندگی کرنا ہے اور بندوں کے رب کا کام ربوبیت! اپنے حصہ کا کام کریں گے تو نتائج جس کے ہاتھ میں ہیں وہ نصرت و تائید سے بھی نوازے گا۔

والسلام

سید منور حسن' سیکرٹری جنرل' جماعت اسلامی

☆ ☆ ☆

مکرمی جناب ایوب بیگ مرزا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ہفت روزہ "ندائے خلافت" کے زیراہتمام شائع کردہ "فلسطین نمبر" کی کاپی ارسال کرنے پر شکریہ۔

والسلام

ساجد میر

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے رفقاء کو بدستور ملک و ملت کی خدمت کی سعادت دیتا رہے۔ آمین!

آپ نے ندائے خلافت کی خصوصی اشاعت برائے فلسطین نمبر شائع کیا ہے وہ قابل تحسین ہے یہ مظلوم عوام اسرائیل کی سامراجیت کا شکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کی مدد کی توفیق دے۔ آمین!

والسلام

آپ کا دعاگو

خورشید احمد

جنرل سیکرٹری' آل پاکستان فیڈریشن آف ٹریڈ یونینز

☆ ☆ ☆

پاکستان کے بچاؤ کا واحد راستہ!

سمیع اللہ داوڑ

10 جون کو پشاور پریس کلب کے زیر اہتمام ''پاکستان کے بچاؤ کا واحد راستہ'' کے موضوع پر ایک سیمینار منعقد ہوا جس میں بین الاقوامی شہرت کے حامل سکالر اور تنظیم اسلامی پاکستان کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد نے پاکستان کی وجہ سبب اور وجہ بقاء پر سیر حاصل بحث کی جس کی سننے کی مجھے بھی نصیب ہوئی۔

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ دنیا بھر میں پاکستان واحد ملک ہے جس کی بنیاد اسلامی نظام یعنی کلمہ طیبہ کے نعرے پر رکھی گئی اور اسے بے پناہ وسائل اور نعمتوں سے نوازا گیا' جسے اب اسلام دشمن قوتوں کی سازشوں کا سامنا ہے جس سے عزت وسلامتی کے ساتھ نکلنے کا بظاہر کوئی راستہ موجود نہیں سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی خصوصی تائید ہماری دستگیری فرمائے' ڈاکٹر صاحب کے ان فرمودات کو اگر ہم تاریخ کے آئینے میں دیکھیں تو اس میں ذرا بھر تامل نہیں کہ پاکستان کے مطالبہ کی واحد بڑی وجہ اسلامی نظام ہی تھی' ہم برصغیر کے رہنے والے اگر مسلمان نہ ہوتے اور اسلام سے ہمارا تعلق نہ ہوتا تو ہم پاکستان بھی نہ ہوتے۔ ہماری قومیت کی بنیاد اسلام ہے۔ تحریک پاکستان کے دوران ہم نے دو قومی نظریہ اسی بنیاد پر پیش کیا تھا' محض زمین کے ایک ٹکڑے کا حصول ہمارا مقصد نہیں تھا' قائداعظم نے علی گڑھ میں 8 مارچ 1944ء کو فرمایا تھا کہ:

> ''مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد کلمہ توحید ہے وطن نہیں اور نہ ہی نسل' ہندوستان کا جب پہلا فرد مسلمان ہوا تو وہ پہلی قوم کا فرد نہیں رہا وہ ایک جداگانہ قوم کا فرد ہو گیا' ہندوستان میں ایک نئی قوم وجود میں آ گئی آپ نے غور فرمایا کہ پاکستان کے مطالبے کا جذبہ محرکہ کیا تھا' مسلمانوں کے لئے ایک جداگانہ مملکت کی وجہ جواز کیا تھی' تقسیم ہند کی ضرورت کیوں پیش آئی اس کی وجہ ہندوؤں کی تنگ نظری ہے اور نہ انگریزوں کی چال' یہ اسلام کا بنیادی مطالبہ ہے''۔

جمہوریت بھی ہماری جداگانہ قومیت کا جواز نہیں بن سکتی کیونکہ جمہوریت تو بھارت میں بھی تھی سیکولرازم بھی ہمارا نظریہ حیات نہیں بن سکتا تھا کیونکہ بھارت کی جمہوریت سیکولرازم ہی کے نظریہ پر مبنی ہے۔ مسلمانوں کو وہاں انفرادی زندگی میں عبادات کی آزادی آج بھی حاصل ہے اور اس وقت بھی حاصل تھی معاشی مسئلہ بھی ہماری آزادی کا جواز نہیں بنتا کیونکہ تحریک پاکستان میں سرگرم حصہ وہ لوگ لے رہے تھے جو نسبتاً خوشحال اور ترقی یافتہ علاقوں میں رہتے تھے انہیں ترقی یافتہ علاقوں سے غیر ترقی یافتہ علاقوں میں ہجرت کرنے سے کہاں دلچسپی ہو سکتی تھی' یہ محض اسلامی ریاست کا تصور تھا جس نے مسلمانوں کو متحرک کیا اور جس کی خاطر جان و مال اور عزت و آبرو کی قربانیاں دیں۔

قائداعظم نے ایک اور جگہ پر فرمایا تھا کہ پاکستان کا مطالبہ ہم نے محض زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جہاں پر ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں تو اس اسلامی اصولوں کو آزمانے کے لئے ہم نے پاکستان کا مطالبہ کیا تھا کیونکہ یہ متحدہ ہندوستان میں ممکن نہیں تھا کیونکہ اسلام ایسا مذہب نہیں ہے جو انسان کی صرف روحانی زندگی سے سروکار رکھتا ہو بلکہ یہ ایک مکمل نظریہ حیات ہے بلکہ نظام حیات ہے صرف مذہب کا معاملہ ہوتا تو ہندو اپنے مندر جاتا اور مسلمان اپنی مسجد کسی دوسرے مذہب سے کوئی تعرض نہ ہوتا اور نہ ہی دو علیحدہ ملک بنانے کی ضرورت پڑتی ہندو اپنی یاترا پر جاتا تو مسلمان اپنے حج یا عمرہ کے لئے جاتا' ہندو اگر بھرت رکھتا تو مسلمان اپنے روزے رکھتا لیکن اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو مسلمانوں کی مذہبی' سیاسی' معاشی اور معاشرتی زندگی کا احاطہ کرتا ہے اور یہ ساری چیزیں ہندوؤں سے نہیں ملتیں یہ سارے نظام تقاضہ کرتے تھے کہ ایک ایسا خطہ زمین ہو جہاں آزادانہ طور پر اسلامی شریعت' اسلامی قانون' اسلامی نظام تعلیم' اسلام کا سیاسی معاشی اور معاشرتی نظام قائم کیا جا سکے اور اسلامی تعلیمات کے مطابق نافذ کیا جا سکے' چنانچہ 23 مارچ 1940ء کو برصغیر کے مسلمانوں نے ایک آزاد' خودمختار اسلامی ریاست کے لئے جدوجہد کی شکل میں اپنے لئے حتمی طور پر سمت کا تعین کیا اور ان قائدین کی قیادت میں کارواں چل پڑا جس کی حکومت جسموں پر نہیں دلوں پر تھی چنانچہ محض سات سال بعد قافلہ نے اس منزل کو پا لیا جس کے لئے سفر شروع کیا گیا تھا اور یوں 14 اگست 1947ء میں اسلامی جمہوریہ پاکستان دنیا کے نقشے پر ابھر آیا' پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے ہر نعمت سے نوازا' وسائل کے لحاظ سے اس ملک نے صفر سے اپنے سفر کا آغاز کیا لیکن قیادت اور عوام کے اخلاص اور انتھک کاوشوں کے نتائج بہت جلد ظاہر ہونا شروع ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے وسائل کی فراوانی ہو گئی' شدید آزمائشوں میں قوم سرخرو رہی' دنیا کے مختلف ممالک کو ہم نے ہر شعبہ زندگی کے ماہرین اور اعلیٰ درجہ کی افرادی قوت فراہم کی' صنعت' زراعت' تجارت ہر میدان میں ہماری پیش قدمی جاری ہے اور اب تو ہم جوہری طاقت بھی بن گئے ہیں لیکن اس کے باوجود ہم مصیبتوں کے دلدل میں پھنستے جا رہے ہیں' بیرونی قرضوں سے سر اٹھانے کے قابل نہیں رہے' دہشت گردی انتہا کو پہنچ گئی ہے' عزت داروں کے لئے جینا محال ہو گیا ہے' بے حیائی عام ہو رہی ہے' خارجہ پالیسی کا جو حال ہے وہ سب کے سامنے ہے' ملک کو اندرونی و بیرونی خطرات کا سامنا ہے' خطرات کے اس نازک دور میں بھی ہم سیاسی رسہ کشی میں مصروف ہیں' اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پاکستان پر اللہ تعالیٰ کی بے انتہا نعمتوں کے باوجود ہم اس حال کو کیسے پہنچ گئے اس سوال کا سیدھا سادہ جواب یہ ہے کہ ہم اس مقصد کو ہی فراموش کر گئے جس کے لئے ہم نے اس ملک کا مطالبہ کیا تھا' ہمارا موجودہ نظام اسلامی جمہوریہ پاکستان کی عظیم تاریخ' قوم کی روحانی امنگوں اور ملکی تقاضوں کی مکمل نفی کرتا ہے' اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے اس ملک میں اسلام آج تک اجنبی بنا ہوا ہے' ہم نے ہر طرح کے حکمران دیکھے صدر بھی' وزیراعظم بھی' قومی ڈکٹیٹر بھی' جاگیردار بھی' صنعت کار بھی ان سب نے اپنے اپنے طور پر ملک اور قوم کی مذمت کی لیکن ملک میں اسلامائزیشن کے لئے کوئی خاص کام نہیں کیا ملک میں اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ کیا جا رہا ہے' دینی مدارس کی تحقیر کی جا رہی ہے انہیں تخریب کاری کے مراکز کہا جا رہا ہے' علماء کرام کی تضحیک کی جا رہی ہے' قرآن کی تعلیمات کو پس پشت ڈالا جا رہا ہے' سرکاری ذرائع کو فحاشی اور عریانی کے لئے وقف کر دیا گیا ہے' سودی نظام کو ملک کی معاشی حالت کے لئے ضروری سمجھا جا رہا ہے اب ہر ایک خوب سوچے کہ ایسا ملک جس کی تخلیق کسی خاص مقصد کے لئے کی گئی ہو اور وہ اس مقصد سے ہٹ کر اس کے خلاف استعمال ہو رہا ہو تو کیا وہ ترقی کی منازل طے کر سکے گا' ہماری صنعت' تجارت' زراعت اور طب پاکستان کے ابتدائی دنوں کی بہ نسبت بہت اچھی ہے اور یہاں تک کہ اب ہم جوہری طاقت بھی بن گئے لیکن کیا اخلاقی طور پر ہم اپنے آباؤ اجداد سے بہتر ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ کیا ہم میں سے کوئی قائداعظم' لیاقت علی خان' مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا مودودی صاحب کی ہمسری کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ ملک کو اس حالت سے نکالنے کے لئے اور دنیا میں اس کو ایک باوقار ملک تسلیم

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

ڈسپلے یا ڈسپلن

ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ:

''عنقریب میری امت میں ایسی عورتیں ہونگی جو بظاہر لباس پہنے ہونگی لیکن اصل میں وہ بے لباس ہونگی اور ان کے سروں پر بختی اونٹ کے کوہان کی مانند جوڑا ہوگا' ان پر لعنت بھیجو کیونکہ یہ عورتیں ملعون ہیں۔(ابوداؤد)

حضور اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ:

''یہ عورتیں جنت میں ہرگز داخل نہ ہونگی اور نہ جنت کی خوشبو پائیں گی۔ حالانکہ جنت کی خوشبو اتنے اور اتنے فاصلے سے یعنی بہت دور سے محسوس کی جاسکتی ہے۔''(بخاری)

مارچ 1872ء میں لندن سے نکلنے والے فیشن اور سوسائٹی سے متعلق ایک میگزین The Ladies نے پہلی مرتبہ خواتین کی فیشن سے بھرپور تصاویر شائع کرنا شروع کی تھیں تاکہ بہترین لباس زیب تن کرنے والی برٹش خاتون دنیا کے سامنے لائی جاسکے۔ 22 جون 2000ء کو مذکورہ میگزین سمیت لندن میں کئی خواتین میگزین کے ایڈیٹر اس بات پر متفق ہوئے کہ خواتین کے میگزینز سے ماڈل خواتین کی تصویریں ہٹادی جائیں کیونکہ ان کی وجہ سے برطانیہ میں 1 ملین سے زیادہ افراد میں غذا سے بے رغبتی' اعتماد میں کمی اور نفسیاتی امراض جنم لے رہے ہیں جن میں اکثریت خواتین کی ہے۔ اس وقت اس فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن اور حکومتی ادارے بھی حرکت میں آچکے ہیں۔ آج ماڈرن سائنس یہ ثابت کرچکی ہے کہ خواتین کی بے لباسی' باڈی ڈسپلے اور چال میں نامناسبت (کیٹ واک) ان کے لئے تباہی کے سامان پیدا کررہی ہیں۔ حالیہ تحقیقات سے یہ بات سامنے آچکی ہے کہ خواتین کے جسم کے کھلے ہوئے حصے چاہے وہ کم لباسی کی بناء پر ہوں یا ٹرانسپیرنٹ لباس کی وجہ سے کھلے ہوں ان پر ایک خاص قسم کا کینسر حملہ آور ہو کر انتہائی تیزی سے پھیلتا ہے۔ برٹش میڈیکل میگزین کی ایک رپورٹ کے مطابق melanoma malignant cancer جو کہ کبھی نایاب ہوا کرتا تھا اس وقت خواتین میں سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ اس کینسر کے پھیلنے کی خاص وجہ خواتین کی مختصر لباسی' باریک کپڑوں اور فیشن کے دیگر ذرائع کے ذریعے اپنے جسم کی نمائش ہے جس کی بناء پر سورج کی شعاعوں اور الٹراوائلٹ شعاعوں کی زد میں آجانے کے باعث خواتین اس کا شکار ہورہی ہیں۔ یہ مرض اپنے مریض کو نہ صرف زیادہ عرصے جینے نہیں دیتا بلکہ کینسر کی دیگر اقسام کے برعکس اس پر نہ سرجیکل ٹریٹمنٹ کارگر ہوتی ہے اور نہ ہی rays sessions-

آج کی پاکستانی معاشرت پر ماڈلنگ، ٹیکسٹائل انڈسٹری اور روز بروز متعارف ہوتے نت نئے فیشن کے انتہائی مہلک اثرات مرتب ہورہے ہیں۔ لائٹ ویئر کا نام دیے جانے والے لان کے انتہائی باریک لباس پہننے والی خواتین ذرا توجہ فرمائیں اس حکمت پر جو اسلامی شریعت کا

رعنا ہاشم خان

خاصہ ہے کہ اسلامی طرزِ معاشرت سے متعلق قرآن اور حضور اکرم ﷺ کی سنت میں ہمارے لئے مکمل رہنمائی موجود ہے۔ اسلام نے خواتین کو ڈھیلے ڈھالے مناسب لباس اور عریانیت سے بچنے کا حکم دے کر ان کو نہ صرف اوپر بیان کردہ قسم کے امراض سے بچانے کا اہتمام کیا ہے بلکہ سڑکوں اور بازاروں میں ستائے جانے اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھنے کا انتظام بھی کیا ہے۔ ہر ہفتے وطن عزیز کے صفحۂ اول کے اخبارات و جرائد کے فیشن کے صفحات پر نئی ماڈلز موجود ہوتی ہیں۔ پیارے نبی ﷺ نے اس قماش کی خواتین کو ملعون قرار دیتے ہوئے ان پر لعنت بھیجنے کی تلقین فرمائی لیکن افسوس کہ اس وقت یہ ماڈلز سینکڑوں لڑکیوں اور خواتین کی آئیڈیل ہیں اور یہ سب بھی ان ہی جیسا ''اچھا'' بننا چاہتی ہیں۔ اس سے کہیں زیادہ تشویشناک امر یہ ہے کہ نوجوان نہ صرف ایسی خواتین سے شادی کے خواہشمند نظر آتے ہیں جو ان کی پسندیدہ ماڈل سے مشابہت رکھتی ہوں بلکہ شادی کے بعد بیوی کو ماڈلنگ کی روز بروز بڑھتی جنونی مانگ کی بدولت ماڈل بنادینے پر تُل جاتے ہیں۔ ایسے مرد دیوثی اختیار کرتے ہیں اور حدیث کی رُو سے ایسے مرد پر جو دیوث ہوتا ہے یعنی اپنے گھر والوں میں اخلاقی برائیوں کو برداشت کرلیتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے دوزخ میں عورتوں کی اکثریت کے جو اسباب بیان فرمائے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ بہت زیادہ تبرج کرتی ہیں اور تبرج یہ ہے کہ جب گھر سے نکلنے کا ارادہ کرتی ہیں تو فخریہ لباس پہنتی ہیں' خوبصورت اور حسین بن کر نکلتی ہیں' لوگوں کو اپنے ذریعے فتنہ میں مبتلا کرتی ہیں اور اگر خود سلامت رہ جائیں تو دیکھنے والے سلامت نہیں رہ سکتے۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ:

''میں اپنے بعد لوگوں میں سب سے زیادہ نقصان دہ جو فتنہ چھوڑے جارہا ہوں وہ عورتوں کا فتنہ ہے مردوں کے لئے''۔

آج اس فتنے کا زور ملاحظہ کیجیے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ٹاپ آف دی لائن ڈریس ڈیزائنرز سب کے سب مرد ہیں۔ یہ مرد ہی ہیں جو ڈریس ڈیزائننگ سے لیکر ماڈلز کے انتخاب اور فیشن کے صفحات کے فوٹو سیشن میں متحرک نظر آتے ہیں۔ میڈیا نے بھی فیشن کے نام پر عریانیت کی ترویج میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ امریکہ سے نکلنے والے پاکستانی اخبارات بھی کسی طور پیچھے نہیں ہیں۔ اکثر و بیشتر پاکستانی تقریبات کے بارے میں اس طرح کی سرخیاں جمائی جاتی ہیں کہ پاکستانی یہ تاثر ختم کررہے ہیں کہ وہ انتہا پسند ہیں لہٰذا ان کی تقریبات میں دوپٹہ اور اسکارف خال خال نظر آتا ہے۔ روشن خیال پاکستانی امریکیوں کی سوچ تبدیل کررہے ہیں اب ہوٹلوں کے بارے میں پاکستانی خواتین بھی نظر آتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ہماری صحافت کا بیشتر حصہ اس کام کو اپنے ذاتی مقاصد کے لئے استعمال کرتا ہے اس کے پیشِ نظر اسلامی اصولوں سے اپنے پڑھنے والوں کو آگاہ کرنا اور ان کی تعلیم و تربیت نہیں ہوتی۔ اگر ہمارے لکھنے والے کچھ تحقیق کرلیا کریں' اپنی تحریروں کے ساتھ ایماندار رہا کریں اور سب سے بڑھ کر اپنی سوچ کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھال لیں تو شاید مسلم معاشرت آج جیسی صورتحال سے دوچار نہ ہو۔ قرآنی تعلیمات اور قرونِ اولیٰ کی مسلمان خواتین کی زندگیوں سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اسلام میں خواتین کی حیثیت ڈسپلے کی نہیں بلکہ گھر' خاندان اور معاشرے میں ڈسپلن قائم رکھنے والی کی سی ہے۔ ہم ان تمام افراد کے لئے جو خواتین کے ڈسپلے میں معروف ہیں دعا کرتے ہیں کہ اللہ سبحان وتعالیٰ انہیں اسلامی ڈسپلن سے روشناس کردے۔ آمین!

تنظیم اسلامی لاہور شرقی کے رفیق اور قرآن کالج کے کارکن محمد بوٹا زاہد کے سسر محمد انور حرکت قلب بند ہوجانے کے باعث انتقال کرگئے ہیں۔ دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

پاکستانی معیشت، سود اور سپریم کورٹ کا حالیہ فیصلہ

جماعت اسلامی کے زیر اہتمام منعقدہ سیمینار کا آنکھوں دیکھا حال

محمد سمیع، کراچی

بینک انٹرسٹ کے حوالے سے سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلے پر سیاسی جماعتوں کی جانب سے تو کوئی خاص ردعمل بظاہر نظر نہیں آتا البتہ دینی اور مذہبی سیاسی حلقوں نے اس کا ضرور نوٹس لیا ہے اور ان میں ایک ہلچل نظر آتی ہے جس کا مظہر وہ سیمینار تھا جو "پاکستانی معیشت، سود اور سپریم کورٹ کا حالیہ فیصلہ" کے عنوان پر جماعت اسلامی نے اشرف کمیونٹی سنٹر، کراچی میں ۱۰/جولائی کی شب منعقد کیا۔ اس سیمینار میں زندگی کے تین شعبوں کے ماہرین جمع ہوگئے تھے یعنی ماہر معاشیات جناب شاہد حسن صدیقی، ماہر قانون جسٹس (ر) وجیہہ الدین احمد اور ماہر سیاستدان پروفیسر غفور احمد۔ جناب قاری عبدالغفار نے سورۃ البقرہ کی آیات 274 تا 281 کی تلاوت اور ترجمہ سے پروگرام کا آغاز کیا۔ بعد ازاں، حافظ نعیم الرحمٰن صاحب نے بینک انٹرسٹ کو حرام قرار دیئے جانے کے مختلف مراحل کا تفصیلی تذکرہ کیا۔ موصوف پروگرام کی نظامت کر رہے تھے۔

سب سے پہلے جناب شاہد حسن صدیقی کو دعوت خطاب دی گئی۔ انہوں نے کہا کہ قرآن کریم کی رو سے سود ربوا کی ہی ایک شکل ہے۔ انہوں نے اسلامی مشاورتی کونسل کی 31/جنوری 1964ء اور 23/دسمبر 1969ء کی سفارشات کا حوالہ دیا جن میں اس نے نہ صرف سود کو بلکہ پرائز بانڈ اور ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ کو بھی حرام قرار دیا تھا۔ ضیاء الحق حکومت نے 10/فروری 1979ء کو اعلان کیا تھا کہ تین سال کے عرصے میں پاکستان سے سود کا خاتمہ کردیا جائے گا۔ جسٹس (ر) تنزیل الرحمٰن نے ایک جامع رپورٹ تیار کی تھی جسے نظر انداز کردیا گیا۔ جناب شاہد حسن صدیقی نے موجودہ حکومت کے موقف کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ بجٹ خسارہ، ادائیگیوں کے عدم توازن اور آئی ایم ایف کے اثرات کی بناء پر یہاں غیر سودی نظام جاری نہیں کیا جاسکتا۔ آئی ایم ایف کے ہاتھوں ہونے والی تباہ کاریوں کے اعداد و شمار پیش کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ 1990ء میں قوم 707 بلین کی مقروض تھی جب کہ 2001ء میں یہ رقم 4003 بلین تک پہنچ گئی۔ 1990ء میں غربت کی شرح 17 فیصد تھی جو 2001ء میں بڑھ کر 40 فیصد ہوگئی۔ حکومت کی غلط پالیسیوں کی بناء پر 15 بلین ڈالر بیرون ملک منتقل ہوگئے۔ بینکوں کی تباہی کا عالم یہ ہے کہ نجی شعبے میں 14 بینکوں کی اجازت دی گئی تھی، جن میں سے تین کے علاوہ سارے بند ہوگئے۔ معیشت کی اسلامائزیشن کے لئے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک جیسے اداروں سے چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہے۔ آج گلوبلائزیشن کے خلاف مغرب میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے جس کی علامت وہ مظاہرے ہیں جو عالمگیریت کے خلاف کئے گئے ہیں۔ اگر ہم ایک عادلانہ نظام قائم کرنے میں کامیاب ہوجائیں تو ہمیں مغرب کے ان لوگوں کی حمایت حاصل ہوسکتی ہے۔ اسلامی نظام معیشت کے لئے اگر تین کام نہ کئے گئے تو یہ عمل ایسا ہی ہوگا جیسے چٹان پر بیج اور کھاد ڈال کر درخت کے اگنے کی توقع کی جائے۔ اولاً معاشرے کی اصلاح، ثانیاً پوری معیشت کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا اور ثالثاً بینکوں کی اصلاح۔ اس حوالے سے انہوں نے چند سفارشات بھی پیش کیں۔ اولین اور اہم ترین بات یہ ہے کہ لوٹی ہوئی دولت سے جو اثاثے اندرون ملک بنائے گئے ہیں ان کو ضبط کیا جائے۔ بیرون ملک سے لوٹی ہوئی دولت کی واپسی کے لئے امریکہ سے کہا جائے کہ جب ہم دہشت گردی کے خلاف عالمی اتحاد میں اس کی معاونت کر رہے ہیں تو اسے بھی چاہئے کہ وہ امریکہ کے بینکوں میں پڑی ہوئی ہماری دولت کو منجمد کرے اور اسے قرضوں میں ایڈجسٹ کرے۔ سمندر پار پاکستانیوں کے لئے منافع بخش اور محفوظ پروجیکٹس بنا کر انہیں یہاں سرمایہ کاری کے لئے آمادہ کیا جائے۔ بینکوں کی اصلاح کے لئے ہر ممکن اقدام کیا جائے۔ ملک میں ایک ماڈل اسلامی بینک قائم کیا جائے۔ مسلم علماء، ماہرین معیشت، بینکرز اور چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس پر مشتمل بورڈ قائم کیا جائے۔ یہ ماڈل بینک نفع و نقصان کی بنیاد پر کام کرے۔ عالم اسلامی کی طرف توجہ کی جائے۔ ان سے گزارش کی جائے کہ وہ مغرب کے بینکوں میں رکھی ہوئی اپنی دولت کو واپس لیں کیونکہ ان کی اس دولت کے ذریعے مغرب ہمیں معاشی جکڑ بندیوں میں مبتلا کئے ہوئے ہے۔ وہ اپنی یہ دولت غریب مسلم ممالک میں منتقل کریں۔ مسلم ممالک آپس میں تجارت کا آغاز کریں۔ جید اور مستند علماء سے یہ فتویٰ حاصل کیا جائے کہ مغرب میں سرمایہ کاری حرام ہے۔

گو کہ پروفیسر غفور احمد سیمینار کی صدارت کے فرائض انجام دے رہے تھے، لہٰذا ان کی تقریر اصولی طور پر آخر میں ہونی چاہئے تھی لیکن جناب شاہد حسن صدیقی کے خطاب کے بعد ان کی تقریر شروع ہوئی۔ غالباً اس طرح منتظمین جسٹس (ر) وجیہہ الدین احمد کو کھلا وقت دینا چاہتے تھے۔ پروفیسر صاحب کی تقریر ایک روایتی سیاستداں کی تقریر تھی۔ انہوں نے کہا کہ زمین کی ظالمانہ تقسیم سے بدتر دولت کی ظالمانہ تقسیم ہے۔ ہمارے حکمرانوں کے دلوں میں ایمان نہیں اترا۔ ان کے مفادات سودی نظام سے وابستہ ہیں جس کو وہ کبھی ختم نہیں کریں گے۔ لیکن ملک کے چودہ کروڑ عوام ان کے ناپاک عزائم کو ناکام بنادیں گے۔

جسٹس (ر) وجیہہ الدین احمد نے جو سپریم کورٹ کے اس شریعت اپیلیٹ بنچ میں شامل تھے جس نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی توثیق کی تھی، اپنی تقریر میں فرمایا کہ وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ صدیوں میں صادر ہونے والے فیصلوں میں سے ہے اور حکومت لاکھ کوشش کرے، اس فیصلہ کو ختم نہیں کرسکتی کیونکہ اگر یہ فیصلہ ختم بھی کردیا گیا تو قرآن مجید کے فیصلے کو تو کوئی ختم نہیں کرسکتا۔ اس فیصلے کے پہلے اور اس کے بعد قدم قدم پر رکاوٹیں کھڑی کی گئیں۔ پہلے وفاقی شرعی عدالت پر یہ پابندی لگائی گئی کہ وہ دس سال تک ملک کے مالیاتی نظام پر کوئی فیصلہ نہیں دے سکتی۔ فیصلے کے بعد سپریم کورٹ میں اپیل دائر کردی گئی اور قانون کے مطابق اپیل دائر ہوتے ہی شرعی عدالت کا فیصلہ Stay ہوگیا یعنی اس پر عملدرآمد روک دیا گیا۔ کوشش کی گئی کہ کیس ہی نہ لگے لہٰذا بنچ کی تشکیل ہی نہیں کی گئی۔ بعد ازاں، تین ججوں اور دو علماء پر مشتمل بنچ تشکیل دیا گیا جس میں موجودہ بنچ میں شامل دو ججوں کے علاوہ میں خود بھی شامل تھا۔ علماء میں جناب مفتی تقی عثمانی اور ڈاکٹر محمود احمد غازی بھی شامل تھے۔ لیکن محمود احمد غازی صاحب بنچ کے اس فیصلے میں شامل نہیں تھے جس نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی توثیق کی تھی کیونکہ اس دوران انہوں نے نیشنل سکیورٹی کونسل میں شمولیت قبول کرلی تھی جس کے نتیجے میں وہ جج نہیں رہے تھے۔ ہم نے حکومت کے نمائندوں سمیت متعدد علماء کے دلائل سننے کے بعد فیصلہ دیا۔ سماعت کے دوران حکومت کی جانب سے اپیل کی واپسی کی درخواست موصول ہوئی لیکن چونکہ اس بات کا خدشہ موجود تھا کہ کہیں حکومت کسی ذیلی کورٹ میں نئے سرے سے مقدمہ نہ دائر کردے لہٰذا درخواست رد کردی گئی۔ پھر وہ مرحلہ آیا جب حکومت نے پی سی او کے تحت ججوں سے حلف لینے کا فیصلہ کیا۔ جو تین وجوہ اس ضمن میں بیان کی گئیں ان میں ایک حکومت کی اس بات پر ناراضگی بھی شامل تھی کہ اپیل کے خلاف فیصلہ اسی دور حکومت میں آنا تھا؟ میں نے چونکہ پی

سی او کے تحت حلف اٹھانے سے انکار کردیا' لہٰذا مجھے بھی ریٹائر کردیا گیا۔لہٰذا میں بھی اب شریعت اپیلیٹ بنچ کا رکن نہیں رہا۔حکومت نے جناب مفتی محمد تقی عثمانی کو بغیر کسی چارج اور سپریم کورٹ کے ریفرنس کے Denotify کر دیا اور اپنی مرضی کے دو نئے علماء کو بنچ میں شامل کرلیا، جن میں سے ایک تو معروف معنوں میں عالم دین ہی نہیں اور دوسرے کے سیکولر خیالات معروف ہیں۔فریق مخالف نے بجا طور پر یہ اعتراض اٹھایا تھا کہ موجودہ بنچ نظر ثانی کی درخواست کی سماعت کی مجاز ہی نہیں کیونکہ نظر ثانی تو صرف وہی بنچ کرسکتی ہے جس نے فیصلہ دیا تھا۔کہا گیا کہ اس معاملے پر ہم بعد میں غور کریں گے' پہلے اپنے دلائل دیں۔دوسری اہم بات یہ کہ نظر ثانی کے دوران کوئی نیا سوال نہیں اٹھایا جاسکتا۔لیکن حکومت کے وکیل کی جانب سے تین سوالات اٹھائے گئے۔ان سوالات کو فیصلہ میں شامل کیا گیا اور بغیر ان کی جانچ کئے' انہی کی بنیاد پر سپریم کورٹ کے سابقہ فیصلہ کو کالعدم قرار دے کر وفاقی شرعی عدالت کو واپس بھیج دیا گیا۔فیصلہ میں کہا یہ گیا کہ فریق مخالف نے موجودہ بنچ کے مقدمے کی سماعت کے مجاز نہ ہونے کے بارے میں کوئی پٹیشن دائر نہیں کی۔24/جون کو یہ فیصلہ سنایا گیا اور اس کے فوراً بعد اس کی جانب سے توجہ ہٹانے کے لئے حکومت کی جانب سے آئینی ترامیم کا پیکج اور پولیٹیکل پارٹیز آرڈیننس جاری کیا گیا۔یہ ساری باتیں حکومت کی بدنیتی ظاہر کرتی ہیں۔

اب وقت تقریروں کا نہیں بلکہ عمل کا ہے۔سب سے پہلے تو لوگ یہ فیصلہ کریں کہ وہ اپنی زندگیوں میں حتی الامکان سود سے گریز کریں گے۔سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلے کو کالعدم قرار دیئے جانے کی ایک صورت یہ ہے کہ آئندہ کی پارلیمنٹ اسے اس بنیاد پر ختم کرے کہ جن ججوں نے یہ فیصلہ سنایا ہے وہ آئین کی رو سے جج نہیں رہے تھے کیونکہ انہوں نے پی سی او کے تحت حلف اٹھا کر اپنے آئینی حلف کی نفی کردی تھی۔لہٰذا انہیں اس فیصلہ کا اختیار نہیں تھا۔

سیمینار کی حاضری اس بات کی مظہر تھی کہ لوگوں کو اس مسئلے سے دلچسپی ہے۔کاش کہ ان کی دلچسپی اسلامی نظام معیشت کے حق میں ایک تحریک کی صورت اختیار کرلے۔لیکن جب تک مکمل اسلامی نظام نافذ نہیں ہوجاتا ، اسلامی نظام معیشت کا قائم ہونا محال ہے اور اگر قائم ہو بھی جائے تو اس کا جاری رہنا ناممکن ہے۔لیکن مکمل اسلامی انقلاب ایک منظم جدو جہد کا متقاضی ہے جس کے لئے تن من دھن سب کچھ وقف کرنا پڑے گا۔کیا عوام اس کے لئے تیار ہیں؟ اسلامی نظام کے نفاذ کی اب تک کی جدو جہد میں عوام کا جو حصہ ہے' اس کی بنیاد پر کوئی توقع قائم کرنا عبث ہے۔ہاں اللہ کے لئے ایسی صورتحال پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں کیونکہ انسان کے دل اس کے دو انگلیوں کے درمیان ہیں' وہ جدھر چاہے انہیں پھیر دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قائدین تحاریک اسلامی اور عوام کو حالات کی نزاکت کا احساس ہوجائے اور اس سے پہلے کہ حالات قابو سے باہر ہوجائیں ، ہماری آنکھیں کھل جائیں اور ہم اپنے اس عظیم دینی فریضے کی ادائیگی کے لئے کمر کس لیں۔

بقیہ : افکار معاصر

کرنے کے لئے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ایک ہی راستہ بتادیا اور وہ یہ ہے یعنی ''ترجمہ......دوڑو اللہ کی طرف'' اور یعنی ترجمہ ''توبہ کرو اللہ کی جانب میں خلوص کے ساتھ'' توبہ سب سے پہلے حکومت پر فرض ہے جس کے اولین مظاہر یہ ہیں کہ:

1) دستور پاکستان میں موجود اسلامی دفعات کو مؤثر کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں تاکہ شریعت کے نفاذ کا عمل ہموار طور پر شروع ہوجائے۔

۲) سود سے پاکستان کی معیشت کو پاک و صاف رکھا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی جملہ مسلمانان پاکستان پر بھی لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں خلوصِ دل کے ساتھ توبہ کریں اور ارکانِ اسلام کی پوری پوری پابندی کریں' جھوٹ' وعدہ خلافی اور ہر نوع کی خیانت اور غبن سے باز آجائیں' صرف شراب سے نہیں جملہ نشہ آور چیزوں سے اجتناب کریں' بے پردگی' عریانی اور مخلوط معاشرہ کو خیر باد کہہ دیں اور اللہ کے حضور دعائیں کریں کہ اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے اور پاکستان کو عصر حاضر کی مثالی اسلامی ریاست بنادے۔

اگر ہم نے اسلام کے اصولوں کو اپنی زندگی اور ملک کے لئے مشعل راہ بنالیا تو بعید نہیں کہ پاکستان ہر لحاظ سے دنیا میں ایک باوقار ملک بن کر ابھرے گا کیونکہ پاکستان اگر جسم ہے تو اسلام اس کی روح ہے اگر کسی نے اس کو جدا کرنے کی کوشش کی تو اس کا نتیجہ سوائے بربادی کے کچھ نہیں ہوگا۔

(بشکریہ روزنامہ مشرق پشاور' ۱۸ جون ۲۰۰۲ء)

KHALID TRADERS

IMPORTERS - INDENTORS - STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER - SMALL TO SUPER - LARGE

NATIONAL DISTRIBUTORS NTN BEARINGS

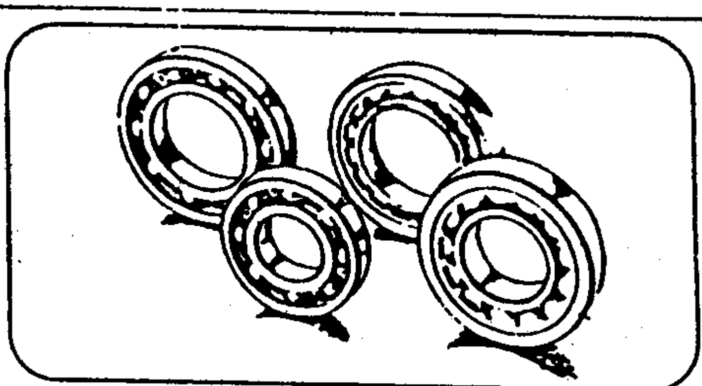

PLEASE CONTACT

Opp. K.M.C. Workshop, Nishtar Road, Karachi-74200, Pakistan.
G.P.O. Box # 1178 Phones : 7732952 - 7730595 Fax : 7734776 - 7735883
E-mail : kinin@poboxes.com

FOR AUTOMOTIVE BEARINGS · SIND BEARING AGENCY, 64 A-65 Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400(Pakistan) Tel : 7723358-7721172

LAHORE : 5 - Shahsawar Market, Rehaman Gali No. 4, 53-Nishtar Road, Lahore-54000, Pakistan. Phones: 7639618,7639718,7639818, Fax: (42) : 763-9918

GUJRANWALA: 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210807

WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

ختم نبوت اور تکمیل رسالت کے مظاہر اور تقاضے

تحریکِ خلافت کے زیر اہتمام جلسہ سیرت النبی ﷺ سے محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا خطاب

مرتب: نعیم اختر عدنان

انجمن خدام القرآن‘ تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت اگرچہ تین مختلف نام ہیں مگر ان اداروں کی غرض تاسیس یعنی قیام کا مقصد ایک ہی ہے‘ یعنی اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آنے والے ملک کو نظامِ خلافت کا گہوارہ بنانے کے لئے قرآن کے انقلاب آفریں پیغام اور سنت وسیرت نبویؐ کے طریق کار کو اس طرح مرکز ومحور بنادیا جائے کہ۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں میں اسی لئے نمازی

جیسی ایمان افروز صورتِ حال پیدا ہوجائے۔ ربیع الاوّل کے ماہِ سعید کے دوران پورے عالم اسلام میں نبی اکرم ﷺ کی ذات‘ آپؐ کے اوصافِ حسنہ اور آپؐ کے کمالات رفیعہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ اسی تناظر میں تحریک خلافت پاکستان کے ناظمِ اعلیٰ جناب عبدالرزاق نے 23 جون کو ”جلسہ سیرت النبیؐ“ کے تحت ”ختم نبوت: اس کے مظاہر اور تقاضے“ کے موضوع پر لاہور کے مشہور الحمراء ہال میں ایک پروگرام ترتیب دیا۔ اس جلسہ کے انعقاد میں تحریکِ خلافت کو صوفی گروپ آف انڈسٹریز کے روحِ رواں جناب صوفی خالد کا دامے درمے قدمے سخنے تعاون حاصل رہا۔ جلسہ کی تشہیر کے لئے لاہور کے اہم چوراہوں پر 22 کی تعداد میں بینرز آویزاں کئے گئے۔ سولہ ہزار دعوتی ہینڈ بلز تقسیم ہوئے جبکہ ایک ہزار دعوتی کارڈز اہل نظر اور اربابِ بصیرت تک پہنچائے گئے۔ مزید برآں روزنامہ نوائے وقت‘ روزنامہ جنگ اور ڈان میں دو کالمی اشتہار بھی شائع ہوئے۔ جلسہ کے دن الحمراء ہال اپنی تمام تر کشادگی اور وسعت کے باوجود ناکافی نظر آنے لگا۔ چنانچہ شرکاء کی بڑی تعداد کو ہال کی سیڑھیوں‘ راہداریوں اور سٹیج پر بٹھانا پڑا۔

مرد حضرات کے علاوہ خواتین کی بھی خاصی تعداد ہال کے بالائی حصے میں موجود تھی۔ جلسہ کا آغاز جناب قاری عبدالماجد کی تلاوت سے ہوا۔ تلاوت کے بعد جناب حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے نبی مکرم ﷺ کی شان میں ہدیہ عقیدت ومحبت ایک نعت کی صورت میں پیش کیا۔ داعی تحریک خلافت پاکستان جناب ڈاکٹر اسرار احمد نے ختم نبوت کے موضوع پر اپنے خطاب کو متعدد ذیلی عنوانات دے کر زیر بحث موضوع کے ساتھ حاضرین کو گویا باندھ دیا۔

نبوت کے دو مفہوم

لفظ ”ختم“ کا ایک معنی تو حد درجہ عام اور مشہور ہے یعنی یہ کہ کوئی چیز ختم ہوگئی۔ اس مفہوم کے اعتبار سے نبوت کا جو سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر آکر ختم ہوگیا۔ ختم نبوت کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ آپؐ پر نبوت کو ختم ہی نہیں کیا گیا بلکہ نبوت ورسالت کی تکمیل بھی کردی گئی۔ چنانچہ تمام انبیاء ورسل پر حضور ﷺ کی فضیلت اسی وجہ سے ہے کہ نبوت ورسالت تدریجاً ترقی کرتے کرتے آپؐ پر اپنے نقطہ کمال کو پہنچ گئی۔

ختم نبوت کے قانونی تقاضے:

عقیدہ ختم نبوت کی قانونی اہمیت یہ ہے کہ آپؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہر شخص جھوٹا اور کاذب ہے جبکہ جھوٹے مدعی نبوت کا پیروکار بھی دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہوجاتا ہے۔ ملتِ اسلامیہ پاکستان پر اللہ کا خاص فضل وکرم ہوا کہ 1974ء میں پارلیمنٹ کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔ یہ فیصلہ اپنی جگہ نہایت اہم اور آئینی ہونے کے باوجود نامکمل اور ادھورا ہے۔ اب بھی قادیانی فتنے کا سرطان معاشرے میں برابر پھیل رہا ہے۔ چنانچہ جب تک انہیں مرتد قرار دے کر قتلِ مرتد کا قانون نافذ نہیں کیا جاتا‘ اس وقت تک اس فتنے کا مکمل سدباب ممکن نہیں ہے۔

تکمیل نبوت کے دو مظاہر

بعثتِ نبوی کا اصل مقصد دینِ حق کو تمام ادیان پر غالب کرنا ہے۔ نبوت کی تکمیل کا پہلا مظہر یہ ہوا کہ قرآن مجید کو نازل فرما کر آسمانی ہدایت کی تکمیل کردی گئی۔ اس کا دوسرا مظہر یہ ہے کہ انسانیت نے شعوری بلوغت کی طرح تمدنی سطح پر بھی ارتقائی مراحل طے کئے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کسی نبی اور رسول کے ذریعے اللہ کا دین عملاً قائم ونافذ نہیں ہوسکا۔ یہ سعادت حضور اکرم ﷺ کو حاصل ہوئی کہ انسانیت کے سامنے دینِ حق کو عملی مثال کی حیثیت سے بطور حجت اور دلیل پیش کردیا گیا۔ دینِ حق کو غالب کرنے کی نبویؐ جدوجہد خالص انسانی سطح پر اور قدم بقدم مصائب ومشکلات برداشت کرکے اپنی منزل کو پہنچی۔ چنانچہ اس راہ میں تمام انبیاء سے زیادہ تکالیف کا سامنا آپؐ ہی کی ذات کو کرنا پڑا۔

ختم نبوت کے خلاف مرزا غلام احمد قادیانی کی دلیل اور اس کی تردید

غلام احمد قادیانی نے لوگوں کو متاثر کرنے کے لئے یہ شوشہ چھوڑا کہ چونکہ نبوت رحمت ہے اس لئے یہ کیسے ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے لوگوں کو محروم کردے۔ چنانچہ اس نے وحی نبوت کے اجراء کا ڈھونگ رچا کر جھوٹی نبوت کا دعویٰ کردیا۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کی صورت میں ہدایت کو کامل کرکے اسے ہمیشہ کے لئے محفوظ بھی کردیا گیا ہے‘ لہٰذا ایسے میں اجراء وحی اور نئی نبوت کو جاری رکھنے کا کام بے فائدہ اور لاحاصل قرار پاتا ہے۔

تکمیل رسالت کے دو مظاہر

٭ نبی اکرم ﷺ پہلے اور آخری رسول ہیں جن کی بعثت پوری نوعِ انسانی کی طرف ہے۔ آپؐ کی عالمی بعثت اور ختم نبوت وتکمیل رسالت کا یہ مظہر تاحال تشنہ تکمیل ہے۔ گویا پوری دنیا پر اللہ کے دین کا غلبہ کے بغیر بعثتِ محمدیؐ کا تقاضا پورا نہیں ہوسکتا۔ اس حقیقت کو علامہ اقبال نے بھی یوں بیان کیا۔

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

معراجِ انسانیت کا مظہر اتم

انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر بے شمار صلاحیتیں رکھ دی ہیں۔ چنانچہ انسانی صلاحیتوں کا کامل ظہور حضور ﷺ کی شخصیت ہی میں نظر آتا ہے۔

تکمیل رسالت کا منطقی نتیجہ اور امت کی ذمہ داری

تکمیل رسالت کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ قیامت سے پہلے پوری دنیا پر اللہ کا دین غالب ہوکر رہے گا۔ چنانچہ امت مسلمہ کے ہر فرد کی یہ دینی ذمہ داری ہے کہ وہ اسے غالب ونافذ کرنے کے لئے جدوجہد کرے اور کم از کم کسی ایک اسلامی ملک میں خلافت کا نظام قائم کرکے دنیا پر اسلام کی حقانیت کی حجت قائم کردے۔ اس طرح اسلام کے عالمی غلبہ کی تحریک کا آغاز ہوجائے گا۔

محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنے خطاب کو سمیٹتے ہوئے ”پس چہ باید کرد؟“ کے عنوان پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اپنی دینی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لئے شعوری ارادہ کرے۔ امت مسلمہ کے ہر فرد کا نصب العین انفرادی سطح پر بندہ رب بننا اور اجتماعی سطح پر اقامت دین کی جدوجہد میں مصروفِ عمل ہونا ہے۔ اس کے لئے ہر شخص کو ابتدائی قدم کے طور پر اپنی معاشرت کو بے پردگی سے اور معاش کو سود سے پاک کرنا ہوگا۔

اس کامیاب اور پروقار جلسہ کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا۔ بعد ازاں الحمراء ہال کے لان میں نمازِ عشاء باجماعت ادا کی گئی۔ جلسہ کو کامیاب بنانے میں رفقاء تنظیم جناب عبدالمتین مجاہد‘ جناب شاہد اقبال‘ جناب ربیب احمد اور جناب حافظ نجیب احمد کی محنت قابلِ ستائش ہے۔ حلقہ لاہور کے ناظم نشر واشاعت جناب وسیم احمد نے پریس فوٹوگرافر اور پریس رپورٹنگ کے لئے خصوصی تگ ودو کی۔

خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل ونگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

حلقہ لاہور کے تحت قصور میں سہ روزہ پروگرام

ماہ جون میں حلقۂ لاہور کا یہ دوسرا سہ روزہ تھا' جو 14 تا 16 تاریخ تک منعقد ہوا۔ اس میں کل بارہ رفقاء شامل تھے۔ یہ قافلہ 14 جون کو صبح 10 بجے قرآن اکیڈمی لاہور سے قصور کے لئے روانہ ہوا۔

قصور پہنچ کر ایک گروپ نائب ناظم دعوت و تربیت جناب شاہد اسلم کی سربراہی میں جامع مسجد ملک محمد اسحاق گیا' جہاں جناب شاہد اسلم نے "عبادت رب" کے موضوع پر خطاب جمعہ دیا۔ اسے تقریباً 15 حضرات نے ذوق وشوق سے سنا۔ دوسرے گروپ کی قیادت مرکزی ناظم دعوت و تربیت جناب چوہدری رحمت اللہ بٹر کر رہے تھے۔ یہ گروپ مسجد مولوی عبدالغفور گیا' جہاں خطاب جمعہ کی اجازت تو نہ مل سکی تاہم نماز جمعہ کے فوراً بعد بٹر صاحب نے عام فہم کے ذریعے زندگی کی حقیقت واضح کی جسے تقریباً 70 افراد نے سنا۔ جمعہ کے بعد دونوں مساجد میں "نظام خلافت: کیا' کیوں اور کیسے؟" کے موضوع پر پمفلٹ تقسیم ہوئے اور خطباء کرام کو ہدیۂ کتب پیش کیا گیا۔ بعد نماز عصر مسجد فریدیہ میں جناب رحمت اللہ بٹر نے "عبادت رب" کے موضوع پر 20 احباب کو خطاب کیا جبکہ اسی وقت مسجد انوار التوحید میں جناب اشرف وصی نے بھی اسی موضوع پر اظہار خیال کیا' جہاں پر حاضری تقریباً 25 رہی۔ اس کے بعد رفقاء تین ٹولیوں میں بٹ گئے۔ ایک گروپ مسجد فیصل گیا' جہاں جناب رحمت اللہ بٹر نے زندگی کی حقیقت اور ناپائیداری تمثیلی انداز میں سمجھائی۔ یہاں پر تقریباً 50 افراد تھے۔ دوسرا گروپ مسجد مولوی عبدالغفور گیا' جہاں جناب اشرف وصی نے "عبادت رب" کے موضوع پر 20 احباب سے گفتگو کی۔ تیسرے گروپ نے قریبی بازار میں کیلنڈر اور سٹکر لگائے۔ بعد نماز عشاء نوجوان رفقاء نے مسجد انوار التوحید میں موجود تبلیغی جماعت کے افراد سے تبادلۂ خیال کیا اور مشترکہ پہلوؤں پر مفید گفتگو کی' جبکہ دیگر رفقاء نے الخیر ویلفیئر سوسائٹی کے تقریباً 15 ممبران سے ملاقات کی۔ وہاں جناب شاہد اسلم نے فرائض دینی کے جامع تصور پر خطاب کیا۔

ہفتے کو بعد نماز فجر رفقاء نے ایک دوسرے کو اذکار مسنونہ یاد کروائے۔ پھر سینئر رفقاء تو ملاقاتوں کے لئے چلے گئے جبکہ دیگر نے وہیں قیام کیا۔ تقریباً دس بجے رفقاء کا ایک گروپ علامہ اقبال کیڈٹ ہائی سکول گیا' جہاں پرنسپل کی اجازت سے مختلف کلاسوں میں جا کر مختصر خطابات کئے گئے۔ راقم الحروف نے ایک کلاس میں فرائض دینی کا جامع تصور عمارت کی مثال کے ساتھ سمجھایا' جبکہ دوسری کلاس میں راہ نجات کو سورۃ العصر کی روشنی میں بیان کیا۔ "دوسری کلاسوں میں جناب حافظ حسین عاکف نے "سچا امتی کون؟" کے موضوع پر گفتگو کی۔ ہر کلاس میں میٹرک کے تقریباً 25 سے 30 طلبہ نے بڑے غور کے ساتھ خطابات کو سنا۔ واپس آ کر رفقاء نے آپس میں "فرائض دینی کا جامع تصور" پر مذاکرہ کیا' جس کے آخر میں جناب اشرف وصی نے موضوع کے متعلق رفقاء میں پائے جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا۔ بعد نماز ظہر جناب رحمت اللہ بٹر نے مسجد فریدیہ میں "شہادت علی الناس" اور "اقامت دین" کے موضوع پر خطاب کیا' جسے تقریباً 15 احباب نے سماعت کیا۔ بعد نماز عصر مسجد انوار التوحید میں جناب اشرف وصی نے دعوت کی اہمیت پر 35 افراد کے سامنے گفتگو کی جبکہ اسی وقت مسجد حافظ غلام محمد یسین میں جناب شاہد اسلم نے 20 احباب پر اتباع رسول کی اہمیت واضح کی۔ نماز مغرب کے بعد رفقاء کا ایک گروپ مسجد مولوی عبدالغفور گیا' جہاں جناب اشرف وصی نے 10 افراد کے سامنے دعوت و تبلیغ کی اہمیت پر خطاب کیا جبکہ دیگر رفقاء نے قریبی بازار میں سٹکرز لگائے۔ عشاء کے بعد سینئر رفقاء الخیر ویلفیئر سوسائٹی تشریف لے گئے' جہاں جناب شاہد اسلم نے تقریباً 10 افراد کے سامنے "اسلامی نظام کے قیام کا طریقہ کار" کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔

اتوار کو نماز فجر کے بعد مسجد انوار التوحید میں جناب شاہد اسلم نے 15 افراد کو درس قرآن دیا۔ پھر رفقاء سے قرآن کا کچھ حصہ سنا گیا اور ان کی تجوید کی اصلاح کی گئی۔ بعد ازاں رفقاء نے "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" اور "نبی اکرمؐ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں" پر مذاکرہ کیا۔ قبل از نماز عصر ایک مدرسہ میں جناب حافظ عبدالخالق نے فرائض دینی کے جامع تصور پر اظہار خیال کیا۔ نماز عصر کے بعد مسجد فیصل میں جناب شاہد اسلم نے منہج انقلاب نبویؐ پر خطاب کیا جبکہ اسی وقت مسجد انوار التوحید میں اسی موضوع پر جناب اشرف وصی معروف گفتگو تھے۔ دونوں مساجد میں حاضری معقول رہی۔ بعد ازاں رفقاء لاہور واپس روانہ ہو گئے۔ (رپورٹ: حامد سجاد)

تنظیم اسلامی لاہور (وسطی) کا ایک روزہ دعوتی' تربیتی وتنظیمی اجتماع

ماہ جولائی میں تنظیم اسلامی لاہور (وسطی) کا ایک روزہ اجتماع جامع مسجد فعلیہ عثمانیہ' سنت نگر میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز صبح 10 بجے ہوا۔ لاہور (وسطی) کے امیر جناب حافظ عرفان نے ابتدائیہ کلمات میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو خصوصی مہلت دی ہے' اس سے ہمیں بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے ورنہ بوسنیا' چیچنیا اور فلسطین کے حالات ہمارے سامنے ہیں۔ ہمیں شکر گزاری کی روش اختیار کرنی چاہئے۔ اس کے بعد دو نوجوان ساتھیوں جناب امجد محمود اور جناب عمران حمید نے بالترتیب سیرت صحابہؓ اور توحید عملی پر گفتگو کی۔

اس اجتماع میں نائب امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید لاہور (وسطی) کے امیر کی درخواست پر اپنی مصروفیات میں سے وقت نکال کر تشریف لائے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ اجتماعیت فرد کی ضرورت ہے' کیونکہ یہ اس کی جملہ انفرادی واجتماعی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں معاونت کرتی ہے۔ اگر بالفرض اجتماعیت کامیاب ہو جائے مگر فرد نے حق ادا نہ کیا تو یہ اس کی ناکامی ہے۔ ہمارا حقیقی نصب العین رضائے الٰہی رہنا چاہئے۔ برائی کو اپنے سامنے دیکھ کر بھی اگر دل میں کڑھن پیدا نہ ہو تو ہمیں اپنے ایمان کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ دعوت کے ضمن میں "الدین النصیحۃ" اور "الاقرب فالاقرب" کی اصطلاحات پیش نظر رہنی چاہئیں۔ بعد ازاں انہوں نے رفقاء کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھایا اور پھر سوالات کے جواب دیئے۔

کتابچہ "فرائض دینی کا جامع تصور" کے حوالے سے مذاکرہ بھی بڑا مفید رہا۔ اس پروگرام میں تمام رفقاء نے بھرپور دلچسپی سے حصہ لیا۔ بعد نماز مغرب جناب حافظ عرفان نے اپنی دعوتی گفتگو میں فکر آخرت کے موضوع پر بڑا جامع خطاب کیا۔ اس پروگرام میں کل 30 رفقاء اور 5 احباب نے شرکت کی جبکہ دعوتی پروگرام میں 30 رفقاء اور 30 احباب حاضر تھے۔ (رپورٹ: نثار احمد خان)

ہارون آباد میں ماہانہ شب بسری

اس مرتبہ اسرہ ہارون آباد نے اپنی ماہانہ شب بسری کے لئے حلقہ بہاول نگر کے امیر جناب حاجی محمد منیر احمد کے گاؤں 70/4-R کا پروگرام ترتیب دیا۔ 15 رفقاء پر مشتمل قافلہ 5 جولائی کو 5 بجے ہارون آباد سے روانہ ہوا اور تقریباً 6 بجے گاؤں کی مسجد میں پہنچ گیا۔

عصر کی نماز کے بعد جناب حکیم منظور احمد نے مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق پر گفتگو کی۔ اس کے بعد ساتھیوں نے دو گروپ بنا کر گاؤں میں گھر گھر جا کر لوگوں کو انفرادی طور پر دعوت دی کہ وہ مسجد میں آ کر قرآن کی تعلیم سے مستفید ہوں۔ مغرب سے پہلے تقریباً 10 مزید رفقاء ہارون آباد سے پروگرام میں شرکت کے لئے آئے۔ نماز مغرب کے بعد جناب محمد ذوالفقار نے دینی فرائض پر ایک جامع خطاب کیا۔ راقم نے تنظیمی نظم پیش کی' جس کو تمام لوگوں نے بہت پسند کیا۔ نماز عشاء کے بعد جناب نثار احمد نے درس قرآن دیا جس کا دورانیہ سوا گھنٹہ تھا۔ اس کے بعد آرام کا وقفہ ہوا۔ نماز تہجد کے بعد جناب نثار احمد نے دعائے قنوت مع ترجمہ یاد کرائی۔ فجر کے بعد جناب محمد ذوالفقار نے قرآن کا درس دیا اور تنظیم کا تعارف کراتے ہوئے لوگوں کو

اس میں شمولیت کی دعوت بھی دی۔

نمازِ اشراق کے بعد ساتھی اس عزم کے ساتھ گھروں کو لوٹے کہ اگلے ماہ شب بسری میں اور زیادہ ساتھیوں کو شمولیت کی دعوت دی جائے گی۔ (رپورٹ: محمد عظیم)

کراچی میں تنظیم اسلامی فیڈرل بی ایریا اور لیاقت آباد کے تحت دعوتی پروگرام

بینک انٹرسٹ کے ربٰو قرار دینے کے اپنے سابقہ فیصلے پر یوٹرن لیتے ہوئے جب سپریم کورٹ کے نوتشکیل شدہ شریعت اپیلٹ بنچ نے اس معاملے کو نظرِ ثانی کے لئے وفاقی شرعی عدالت واپس بھیجا تو اس سے دینی حلقوں کو شدید صدمہ پہنچا۔ تنظیم اسلامی حلقہ سندھ (زیریں) نے طے کیا کہ عوام میں سود کی حرمت اور اس کی خباثتوں کا شعور قرآن وسنت کی روشنی میں بیدار کیا جائے اور ان اشکالات کا جواب دیا جائے جو مقدمہ کی حالیہ سماعت کے دوران پیدا ہوئے ہیں۔ لہٰذا حلقہ کے شعبۂ دعوت وتربیت کے ناظم جناب انجینئر نوید احمد اور ان کی ٹیم بالخصوص جناب شجاع الدین شیخ نے بڑی محنت کر کے مواد اکٹھا کیا جسے ایک پمفلٹ کی شکل دی گئی۔ اسی موضوع پر 30 جون کو قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں مغرب کے بعد جناب انجینئر نوید احمد نے گفتگو بھی کی۔ انہوں نے بڑی وضاحت کے ساتھ ساری باتیں شرکاء اجتماع کے سامنے رکھیں۔ انہوں نے کہا کہ سودی لین دین کے جرم کی سنگینی کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن حکیم نے اس کے مرتکب افراد کے خلاف اللہ اور اس کے رسولؐ کی جانب سے جنگ کا الٹی میٹم دیا ہے۔ یہ اتنا گھناؤنا جرم ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سود کے گناہ کے 70 حصے بتائے ہیں اور ان میں سے ہلکا ترین اس کے برابر ہے کہ کوئی اپنی والدہ سے بدکاری کرے۔ سودی نظام کی خباثتوں سے معاشرے میں محنت کی ناقدری اور سرمائے کی برتری قائم ہوتی ہے۔ ہم سب کا فرض ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سود کے لین دین سے بچنے کی کوشش کریں اور اجتماعی جدوجہد کے ذریعے سودی نظام کے خاتمے کے لئے حکومت پر دباؤ بڑھائیں۔ یہ ہمارا دینی فریضہ ہے جس سے اگر ہم نے پہلوتہی جاری رکھی تو شدید اندیشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جو عذاب امریکہ سے اتحاد کے نتیجے میں ہمارے سروں پر لٹک رہا ہے وہ ہم سب کو اپنی گرفت میں لے لے۔

اس پروگرام میں تقریباً 350 حضرات اور 50 خواتین نے شرکت کی۔ لیکچر تقریباً دو گھنٹے پر محیط تھا جس کے بعد قریب کی مسجد میں نماز عشاء باجماعت ادا کی گئی۔

(رپورٹ: محمد سمیع)

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق!

راولاکوٹ (ضلع پونچھ) میں خالد محمود عباسی کی دعوتی سرگرمیاں

رفقاء تنظیم اسلامی باغ عرصہ سے غور وفکر کیا کرتے تھے کہ راولاکوٹ میں تنظیمی اور دعوتی پروگرام منعقد کیا جائے۔ اس کی صورت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے ڈاکٹر خالد نعمت کی شکل میں پیدا کی، جن کی محکمانہ تبدیلی راولاکوٹ ہو چکی ہے۔

تنظیم اسلامی باغ کے امیر جناب زراب عباسی نے ڈاکٹر خالد نعمت، جناب نذیر احمد اعوان اور راقم کی ذمہ داری لگائی کہ راولاکوٹ میں کوئی پروگرام تشکیل دیا جائے۔ چنانچہ راقم نے زرعی یونیورسٹی، راولاکوٹ میں جناب خالد محمود عباسی کا خطاب بعنوان ''امت مسلمہ کا زوال اور اس سے نکلنے کی صورت'' طے کیا، جب کہ جناب ڈاکٹر خالد نعمت نے سی ایم ایچ کی جامع مسجد میں درس قرآن کا پروگرام بنایا۔ 3 جولائی کو جناب خالد محمود عباسی اور جناب عبدالقیوم قریشی صبح 9 بجے راولاکوٹ پہنچ گئے جبکہ دوسرے قافلہ میں جناب زراب عباسی اور جناب پروفیسر افتخار احمد بھی تشریف لائے۔ راقم پہلے سے ان کے انتظار میں تھا۔

طے شدہ پروگرام کے مطابق خطاب کا آغاز ہوا۔ جناب خالد محمود عباسی نے سابقہ امت مسلمہ کے دو زوال اور دو عروج قرآنی آیات کی روشنی میں بیان کئے اور موجودہ امت مسلمہ کے عروج و زوال کی کہانی بھی گوش گزار کی۔ آخری عروج کی جانب پیشین گوئی کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ پیشن گوئی مشروط ہے۔ اگر ہم قرآن مجید کے ساتھ اپنا تعلق قائم کریں گے تو پھر کامیابی یقینی ہے۔ یہ تعلق شعوری اور دائمی ہونا چاہئے نہ کہ جزوقتی۔ بمصداق حدیث مبارکہ ''یہ وہ کتاب ہے جو لوگوں کو سیدھی راہ کی جانب راہنمائی کرتی ہے اور اسی کو چھوڑنے کے سبب ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔'' پھر انہوں نے سورۂ آل عمران کی آیات کے حوالے سے سیر حاصل بحث کی۔ یہ خطاب تقریباً سوا گھنٹہ جاری رہا۔ خطاب کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی، جس میں بہت سے اشکالات رفع ہوئے۔ اس پروگرام کے انعقاد میں جناب پروفیسر خالد محمود نے بھرپور تعاون کیا۔

اس کے بعد نماز ظہر، طعام اور آرام کا وقفہ ہوا۔ عصر کے بعد جناب سرور صاحب سے ملاقات کی گئی، جن کا تعلق باسیاں بیروٹ سے ہے۔ انہوں نے رات کو کھانے اور قیام کی دعوت دی تاکہ افہام و تفہیم کا موقع بھی مل سکے۔ نماز عشاء کے بعد سی ایم ایچ راولاکوٹ کی جامع مسجد میں جناب خالد محمود نے ''نبی اکرمؐ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں'' کے موضوع پر خطاب کیا، جو ایک گھنٹہ پر مشتمل تھا۔

اگلے دن صبح سویرے جناب عبدالقیوم قریشی نے درس حدیث دیا۔ ناشتہ کے بعد سرور صاحب سے تفصیلاً گفتگو کا موقع ملا، جنہوں نے تنظیم میں شمولیت اور 14 جولائی سے شروع ہونے والی تربیت گاہ میں شریک ہونے کا عزم کیا۔ عصر تا مغرب ڈاکٹر حضرات خطاب ہوا، جو انتہائی کامیاب رہا۔ خطاب کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی جو عشاء تک جاری رہی۔

رات دس بجے رفقاء کا قافلہ باغ کے لئے روانہ ہوا، جہاں سے انہوں نے علی الصبح کہوٹہ کے لئے جانا تھا۔

(رپورٹ: شبیر احمد خان)

ماہ جون کے دوران جھنگ میں پروگرام

ماہ جون میں انجمن خدام القرآن جھنگ کے زیر اہتمام دعوتی و تربیتی پروگرام منعقد ہوئے۔ جامع مسجد دھجی روڈ کے خطبہ جمعہ میں ''توبہ، تجدید ایمان، تجدید عہد'' کے عنوان پر خطاب ہوا۔ جامع مسجد عبیداللہ میں ''سود کی حرمت اور ہمارا کردار'' کے عنوان پر خطاب ہوا۔

بحمداللہ ماہوار، پندرہ روزہ، ہفت روزہ دروس قرآن، ترجمہ قرآن کلاس باقاعدگی سے جاری ہیں، وقتاً فوقتاً احباب کی دعوت پر محترم انجینئر مختار حسین فاروقی پر دعوتی و تربیتی پروگرام منعقد کرتے رہتے ہیں۔

مجلس عاملہ کے اجلاس میں قرآن اکیڈمی کے قیام و تعمیر کے سلسلہ میں مشورہ ہوا جس کے لئے لالہ زار سکیم نمبر 2 ٹوبہ روڈ پر جگہ حاصل کر لی گئی ہے۔

بحمداللہ انجمن خدام القرآن جھنگ کی رجسٹریشن ہو چکی ہے اور رجسٹریشن نمبر بھی الاٹ ہو چکا ہے۔ الہدیٰ لائبریری بھی ترقی کی راہ پر رواں دواں ہے۔

ان شاء اللہ ماہ جولائی میں قرآنی تربیت گاہ منعقد ہو گی۔ رفقاء و احباب سے جھنگ میں قرآن اکیڈمی کے منصوبہ کے قیام و تعمیر کے لئے دعاگو رہنے کی پرزور درخواست ہے۔ (رپورٹ: معتمد انجمن)

اعتذار

ندائے خلافت ''فلسطین نمبر'' شمارہ نمبر 24 (20 تا 26 جون 2002ء) میں صفحہ 7 کے پہلے پیراگراف کی آخری سطر میں عیسائیوں کا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے درج ہے کہ ''حضرت عیسیٰ کو یہیں صلیب پر چڑھایا گیا تھا'' جبکہ اس سطر سے قبل ''عیسائیوں کے بقول'' کے الفاظ لکھے جانے چاہئیں تھے۔ کیونکہ ہم مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ سولی پر چڑھائے ہی نہیں گئے تھے بلکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھا لیا تھا۔ ادارہ اس غلطی پر معذرت خواہ ہے۔ براہ کرم قارئین درستگی فرمالیں۔

additional tension in the household (Goetz and Sen Gupta, 1996, Who takes the credit, World Development, 24-1).

Since credit by itself cannot overcome patriarchal systems of control in the society, addressing root causes of poverty through capitalistic solutions will never work. In "Who Takes The Credit" (World Development, 1996), Anne Marie Goetz found that majority of women borrowers did not control either the loans received or the income generated from it. For breaking down the existing power structures, the General has squandered an opportunity first by drafting lax rules and then turned a blind eye towards irregularities in the local government elections.

Even the enthusiastic supporters, who suggested constitutional guarantees for the local government system, now consider it a failed system vis-à-vis its capacity to challenge the existing power bases. A look at the elections at District level shows how the military government has ignored its own rules and allowed the powerful to occupy top slots through the same old routes to power. The situation would get even worse on transition to civilian rule. Without eradicating power structures of the colonial era, no pro-poor political system would ever flourish.

Making military a part of the system would serve American objective of secularising Pakistan, but would not make any contribution to taking poor out of the mire of marginalisation. Same would be the result of other constitutional amendments for we are ignoring the root causes of our problems. Musharraf only needs to stop trifling with symptoms and take advantage of this historic opportunity to strike at the roots of the existing power bases; focus on Mudariba, Musharika, and Khumus as alternative ways to interest based micro-credit: and stop sacrificing moral, legal and religious norms in a bid to remain entangled in the American web. Without a principled stand, even the best political, social and economic measures under the watchful eyes of the wisest of all generals would never save Pakistan in its existing form.

---

(1) The Statesman, July 13, a Senior European military official told UPI in Kabul that Karzai is "the darling of the West."

(2) The Statesman, July 9, 2002, SADA report, page 4.

ماہ جولائی میں امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا دورۂ کراچی

تنظیم اسلامی کے امیر جناب ڈاکٹر اسرار احمد حسب معمول ناظم اعلیٰ جناب ڈاکٹر عبدالخالق کے ہمراہ 6 جولائی کی سہ پہر کراچی تشریف لائے۔ ان کا پہلا پروگرام گلشن اقبال میں بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ امیر محترم نے ''ختم نبوت کے دو مفہوم اور تکمیل رسالت کے تقاضے'' کے عنوان پر ایک بھرپور خطاب فرمایا جس میں ختم نبوت کے قانونی پہلو اور فضیلت رسولؐ کے حوالے سے تکمیل رسالت کی اہمیت کو واضح کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ختم نبوت کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرنے والا بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کو نبی ماننے والے بھی کافر قرار پاتے ہیں' لہٰذا اگر کہیں اسلامی حکومت موجود ہوتی تو انہیں مرتد قرار دے کر سزائے موت دیتی۔ غلام احمد قادیانی علیہ ما علیہ کے اس دعویٰ کی تردید میں کہ ہدایت چونکہ اللہ کی رحمت ہوتی ہے اور اللہ کی رحمت کبھی ختم نہیں ہو سکتی' انہوں نے کہا کہ قرآن میں ہدایت کی تکمیل ہو چکی ہے اور تا قیام قیامت قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے اور یہ دونوں باتیں قادیانی بھی مانتے ہیں' لہٰذا قرآن کی موجودگی میں ہدایت کے جاری رہنے کا کوئی جواز نہیں۔

اگلی صبح کو قرآن اکیڈمی' ڈیفنس میں ماہانہ دعوتی پروگرام کا آغاز جناب انجینئر نوید احمد کی تقریر سے ہوا جس کا عنوان ''پاکستان میں اسلامائزیشن: پیشرفت اور پسپائی'' تھا۔ انہوں نے قیام پاکستان سے لے کر اب تک ہونے والی جدوجہد کو بڑی تفصیل سے بیان کیا اور ان اقدامات کو قدم بقدم ناکام بنانے کے لئے مختلف حکمرانوں کی کارستانیوں کا تذکرہ بھی کیا۔ امیر محترم نے سورۃ المزمل پر درس دیتے ہوئے فرمایا کہ اقامت دین کی جدوجہد کے دوران پیش آنے والی مشکلات کے ازالے کے لئے روحانی قوت کے حصول کا بہترین ذریعہ قیام اللیل ہے۔ رات کی تنہائی میں جب بندہ نماز تہجد کے دوران قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو اس کا اپنے رب سے براہ راست ایک روحانی رابطہ قائم ہو جاتا ہے۔ گو کہ اب ہمارے لئے نماز تہجد نفل کے درجے میں ہے' لیکن حضور ﷺ کے لئے یہ نماز فرض کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس سورہ میں قیامت کی ہولناکیوں کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ اس دن کی شدت ہول سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔ حضور ﷺ کی شدت احساس کا اندازہ آپؐ کے اس فرمان مبارک سے لگایا جا سکتا ہے جس میں آپؐ نے فرمایا کہ سورۂ ھود اور اس کی بہنوں (ہم معنی سورتوں) نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔

اس دورے میں ایک انڈونیشی مسلمان نے امیر محترم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (رپورٹ: محمد سمیع)

ضرورت رشتہ

دینی رجحان کی حامل بیٹی' ایم اے (ایجوکیشن) عمر 27 سال' خلع یافتہ' ایک 3 سالہ بچہ' کے لئے مناسب رشتہ درکار ہے' ترجیحاً لاہور سے۔

رابطہ: معرفت سردار اعوان' 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

☆ ☆ ☆

لاہور میں مقیم اعلیٰ تعلیم یافتہ مذہبی گھرانے کو اپنی دو بیٹیوں جن میں سے ایک ایم ایس سی (بیالوجی) اور دوسری ایم اے (فائن آرٹس) ہے' کے لئے مناسب رشتے درکار ہیں۔ برائے رابطہ: پروفیسر ریاض احمد خان' قرآن کالج' 191-A' اتاترک بلاک' گارڈن ٹاؤن' لاہور۔

فون کالج: 5833637' رہائش: 5830186

☆ ☆ ☆

۱) لڑکا' تعلیم بی اے' عمر ۲۸ سال' ذاتی کاروبار' معقول آمدنی' لاہور کے راجپوت خاندان سے تعلق' ذات پات کی کوئی تمیز نہیں' مناسب رشتہ درکار ہے۔

۲) لڑکی' عمر ۲۱ سال' تعلیم میٹرک' پی ٹی سی' ضلع گوجرانوالہ کی اعوان فیملی سے تعلق۔

رابطہ: عبید اللہ فون: 5600396

☆ ☆ ☆

لڑکی' عمر ۱۹ سال' تعلیم ایف اے' لاہور کی مغل فیملی سے تعلق کے لئے مناسب رشتہ درکار ہے۔ رابطہ: محمد اویس یونس بک ڈپو بیدیاں روڈ' ڈاک خانہ ہیئر' برکی ضلع لاہور

فون گھر: 5600331

Abid Ullah Jan
(E-mail: abidjan@tanzeem.org)

Stop Trifling with Symptoms.

Irrespective of General Musharraf's sincere intentions, his July 12 speech reveals that his information base for critical decision-making is very poor. The nation will never witness any improvement in law and order situation, grinding poverty or political instability, unless General Musharraf put aside his self-perpetuation in power and take full advantage of the powers at his disposal to strike at the root causes of these problems and avoid maintaining status quo under a different set up.

With regard to law and order situation, there is no need to link sectarian violence with the misnomered "war on terrorism." Sectarian violence is a symptom of foreign funded actions for giving Pakistan a bad reputation and inflaming a "war within Islam." On the other hand, "terrorism" is a symptom of desperate reactions to our government and its sustainer's policies. Pakistan did not face any terrorism from the time of Soviet withdrawal to the American occupation of Afghanistan. We lost thousands to Soviet-sponsored terrorism when the ex-military government decided to implement American designs in Afghanistan, albeit for the sake of Islam. What we are facing now is a violent reaction to yet another military government's decision to toe Washington's line but in the opposite direction.

General Musharraf might give himself credit for holding "former American agents" responsible for law and order situation in Pakistan. However, if they were American agents, so were we during the Soviet occupation of Afghanistan. Of course, Pakistan should not follow agenda of former "American agents," but so should it reject agenda of present American darlings.[1] If others were fighting US-war in Afghanistan: whose war are we still fighting on all fronts?

Calling others American agents does not relieve us from shouldering responsibility for the suffering of our own making. No former "US agent" has declared war on Pakistan. It is we, who have declared a war on the perceived enemies and allowed flooding Pakistan with real American agents for Bush Junior's crusade. These agents are posing a more serious threat to our basic rights than "a dozen" (according to General's estimate) US troops in tribal areas. According to SADA press report (July 9), Pakistani agencies do not even know the exact number of FBI agents arriving on two to three US military plans after mid-night at Karachi airport on almost daily basis. They are whisked without any formalities of documentation.[2] One wonders where is writ of the government -- which Musharraf yearned for in his January 12 speech -- when Pakistani agencies are not even authorised to check the FBI agents.

Coming to the issue of poverty, how naïve it is on part of Musharraf to assume that root causes of poverty are unemployment and lack of income. These are, in fact, symptom of poverty. General Musharraf believes, construction of dams, highways, Gawader Port, etc are "indirect" and Khushhali Bank, Khushhal Pakistan and Food Support Programmes are "direct" measures for poverty alleviation. This can help Musharraf deceive more than 40 millions poor countrymen, but he will never be able to make a sound poverty alleviation policy with such a delusional approach.

The root causes of poverty are inadequate structures and values leading to social, political and economic inequalities. These inequalities lead to exploitation, domination and oppression from the top and alienation of poor at the bottom. The solution lies in structural changes; not functional alone. Constructing dams and motorways would further widen the gap between feudal lords, industrialists, and bureaucratic elite at the top and the poorest lot at the bottom. The goal to eradicate the root causes of poverty should be to overcome the exploitative structure and build alternative economic, political and educational structures that should convert growth into human development and subsequently poverty alleviation.

Land reforms and redistribution is the basic prerequisite. But there is not even a word in the General's policy about it, let alone practical steps to abolish feudalism and absentee landlordism. India deemed it necessary 50 years ago. However, despite being the most powerful of all governments in Pakistan so far, the present government has yet to show any guts to invest in land reforms at micro-level and establish necessary systems at macro-level for greater redistribution of rewards from the market, based on the redistribution of assets and endowments in favour of poor.

The power that the present government is exercising for self-perpetuation could well have been used for declaring all agriculture capable land in Pakistan as common property for redistribution among those who live and work on it. Dams and other such measure would lead to poverty alleviation if land reforms are in place and proper taxes are collected for a general relief from unnatural taxes.

At the community level, grassroots movements, conscientisation programmes and revamping political parties along with effective social mobilisation for social and political transformation is the answer. Launching interest based micro-credit programmes is not the "direct measure" to address poverty. It is an undeniable reality that micro-credit rarely reaches the poorest. In most cases, poorest of the poor refuse to take such loans even if other community members provide social collateral. Micro-lenders, under pressure from donors for recovery, are drawn toward less poor and secure borrowers. Hulme and Mosley, concluded that poorest people have been made worse off by micro-credit programmes (Finance Against Poverty, 1996). Women also do not necessarily benefit from it. Their growing need for cash to repay debts creates